دوسرا مرحلہ

صحیح اسلامی عقیدہ

حصہ چہارم

تالیف

عقیدہ کے ماہر اساتذہ کی ایک جماعت

مراجعہ

منتخب علماء

ناشر

ادارۃ البحوث الاسلامیہ، جامعہ سلفیہ، بنارس، الہند

دوسرا مرحلہ

صحیح اسلامی عقیدہ

چہارم

تالیف

عقیدہ کے ماہر اساتذہ کی ایک جماعت

مراجعہ

منتخب علماء

ناشر: ادارۃ البحوث الاسلامیۃ، جامعہ سلفیہ، بنارس

سلسلۂ اشاعت : (۱/۴۰۳)

نام کتاب : صحیح اسلامی عقیدہ

تالیف : عقیدہ کے ماہر اساتذہ کی ایک جماعت

مراجعہ : منتخب علماء

ناشر : ادارۃ البحوث الاسلامیہ جامعہ سلفیہ بنارس

اشاعت سوم : شوال المکرّم ۱۴۳۵ھ = اگست ۲۰۱۴ء

مطبع : سلفیہ آفسیٹ پریس، وارانسی

پتہ

مکتبہ سلفیہ ، بی ۱/۱۸جی، جامعہ سلفیہ مارگ، ریوڑی تالاب

بنارس-۲۲۱۰۱۰ (الہند)

Maktaba Salafiah, B-18/1 G, Jamiah Salafiah Marg

Reori Talab. Varanasi - 221010 (INDIA)

Tel: 0091-542-2452241-42

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض ناشر

اسلام میں عقائد کی اہمیت واضح ہے، قرآن وحدیث کے بیانات سے اولین تاثر یہی ملتا ہے، مکی عہد میں قرآن کا جو حصہ نازل ہوا اس میں وضاحت سے بنیادی عقائد کا بیان ہے، اور رسول اکرم ﷺ نے اپنی تیرہ سالہ مکی زندگی میں عقائد کی تعلیم پر بہت زیادہ توجہ فرمائی، حدیث شریف اور سیرت کے واقعات سے اس کا ثبوت ملتا ہے، بندوں کے گناہ بخشے جانے سے متعلق حدیث نبوی میں جو وضاحتیں ہیں ان سے بھی اس شعبہ کی اہمیت معلوم ہوتی ہے، قرآن کریم کی ایک آیت میں تو یہاں تک وعید ہے کہ اللہ تعالی شرک کو کبھی معاف نہ فرمائے گا۔

محدثین عظام اور ائمہ دین کو اس اہمیت کا پورا احساس تھا، اسی لئے انہوں نے اس موضوع پر مفید اور ضخیم کتابیں لکھیں، اور امت کی رہنمائی کی خدمت انجام دی۔

دینی علوم کی ترقی کے اس عہد میں بھی علمائے حق اس علم کی خدمت میں مصروف ہیں، ان کی کاوشوں سے ایک طرف عقیدہ کے موضوع کی قدیم کتابیں تحقیق وتحشیہ کے ساتھ طبع ہو رہی ہیں، اور دوسری طرف اس موضوع پر ضرورت کے مطابق کتابیں تصنیف کی جا رہی ہیں، ان کتابوں میں درسی کتابیں اور عام مطالعہ کی کتابیں دونوں شامل ہیں، یہ سطور جس کتاب کے اردو ترجمہ کے لئے لکھی گئی ہیں اسے درسیات میں اہمیت حاصل ہے، یہ کسی فرد کی نہیں بلکہ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ اور جامعۃ الامام محمد بن سعود ریاض کے صاحب نظر اساتذہ کی ایک ٹیم کی تیار

کردہ ہے، اور اس پر ماہرین تعلیم ونصاب نے نظر ثانی کی ہے۔ کتاب کی اسی خصوصیت کے پیش نظر جامعہ سلفیہ کے ناظم اعلی مولانا عبداللہ سعود صاحب حفظہ اللہ نے اس کا ترجمہ کرنے اور نصاب میں داخل کرنے کی خواہش ظاہر کی، جس سے جامعہ کی تعلیمی کمیٹی نے اتفاق کیا۔ ترجمہ کی خدمت جامعہ کے معروف وقدیم استاد مولانا عبدالوہاب حجازی حفظہ اللہ نے انجام دی ہے، اور سلیس ودلکش ترجمہ کیا ہے، جو موضوع سے ان کی ہم آہنگی اور زبان وبیان پر قدرت کا ثبوت ہے، اس ترجمہ کو خاکسار نے موصوف کے ساتھ بیٹھ کر لفظ بہ لفظ پڑھا ہے۔

مصنفین کی ٹیم نے اپنے مختصر مقدمہ میں اس بات کی وضاحت کی ہے کہ وہ اس کتاب کو پوری اسلامی دنیا کے لئے لکھ رہے ہیں، اور انہیں یقین ہے کہ اس کے ذریعہ اسلامی عقیدہ کو سیکھنے اور مسلمانوں کے حالات کی اصلاح کرنے میں مدد ملے گی، اور اللہ کے کرم سے ایسی نسل تیار ہوگی جو امت کی صلاح ونجات کے لئے دعوت کا کام کرے گی۔

مصنفین نے ذیل کے موضوعات کو کتاب میں عمدہ اور سادہ عبارت واسلوب میں بیان کیا ہے:

ایمان، عبادت، توحید، شرک، کفر، نفاق، وسیلہ، شفاعت، بدعت، ولایت، محبت رسول ﷺ، حقوق صحابہ، اہل سنت کی تعیین۔ ان موضوعات کے ذیل میں بہت سی ضروری اور مفید تفصیلات آگئی ہیں جن سے عقائد کے مسئلہ میں پڑھنے والے کو پوری تشفی حاصل ہو جاتی ہے۔ صحیح عقیدہ کی تعلیم واشاعت کے سلسلہ میں مصنفین کے اخلاص کا پتہ اس بات سے چلتا ہے کہ کتاب کی تیاری کے بعد انہوں نے اسے بر اعظم افریقہ کے بعض مدارس میں اور وہاں منعقد ہونے والے تدریبی دوروں میں پڑھانے کا انتظام کرایا ہے، اور اس بات کا اطمینان حاصل کیا ہے کہ کتاب اپنے مقصد میں کامیاب ہے۔

مصنفین نے مجموعہ کے ہر حصہ میں تین عناوین کا اعادہ کیا ہے، اول مقدمہ، دوم عام مقاصد، سوم ہدایات۔

● مقدمہ میں یہ وضاحت ہے کہ نبی ﷺ نے اپنی دعوت کا آغاز عقیدہ ہی کی تعلیم سے فرمایا، اور اس کتاب میں اسی منہج کی پیروی کی گئی ہے، تمام مسائل کو کتاب وسنت کے دلائل سے منہج سلف کے مطابق ثابت کیا گیا ہے، اور کسی مقام پر تلبیس کا سہارا نہیں لیا ہے۔

● مقاصد عامہ کے ضمن میں جو باتیں مذکور ہیں ان میں اہم یہ ہیں:

- صحیح اسلامی عقیدہ سے طلبہ کو مربوط کرنا جس میں شرک، کفر یا بدعت کا شائبہ نہ ہو۔
- طلبہ کو ان خرابیوں سے روشناس کرانا جن سے توحید کی اقسام سہ گانہ میں خلل پیدا ہوتا ہے، تاکہ وہ شرک کی پگڈنڈیوں سے بچ سکیں۔
- طلبہ کو ایسی بنیادیں اور کلی قواعد فراہم کرنا جن کی مدد سے وہ صحیح اور فاسد عقائد وخیالات کے درمیان تمیز کر سکیں۔
- اولین عصر جاہلیت اور جدید بت پرستی کے مابین موجود باہمی تعلق سے طلبہ کو آگاہ کرنا۔
- پوری اسلامی دنیا میں اعدادی وثانوی تعلیم کے طلبہ کو اسلامی عقیدہ پڑھانے کے لئے یکساں نصاب کو فروغ دینے کی کوشش کرنا۔

● مدرسین کے لئے جو ہدایات درج ہیں ان میں اہم یہ ہیں:

- نبی ﷺ نے حضرت معاذ کو یمن بھیجتے ہوئے عقیدہ کی تعلیم کے سلسلہ میں جو رہنمائی فرمائی تھی، اس کی روشنی میں توحید کی اہمیت کو واضح کرنا۔
- معلم کے لئے ضروری ہے کہ طلبہ کے سامنے اچھا نمونہ پیش کرے، محبت سے پیش آئے، سبق پڑھانے میں ایمانداری اور بصیرت سے کام لے،

اور مشقی سوالات کو حل کرانے میں طلبہ کی دلچسپی برقرار رکھے۔
اسی طرح معلم کو چاہئے کہ طلبہ کو معاشرہ کے موجودہ حالات سے مربوط کرے، اور اسلامی تعلیمات کو مثالوں سے سمجھائے تاکہ ان کے اندر یہ ادراک ویقین پیدا ہو جائے کہ اسلام ایک زندہ دین اور اس کی تعلیمات ہر جگہ اور ہر دور کے لئے یکساں طور پر مفید ہیں۔
کتاب کا یہ اردو ترجمہ جامعہ سلفیہ اس امید پر شائع کر رہا ہے کہ ہندوستان کے مدارس اسلامیہ اسے اپنے طلبہ کو پڑھائیں گے، اور کتاب وسنت سے ثابت عقائد سے ان کی زندگی کو منور کریں گے۔ اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ تالیف، ترجمہ اور طباعت کی خدمت انجام دینے والے حضرات کو بہترین اجر سے نوازے، اور کتاب سے ہر پڑھنے والے کو مستفید ہونے کی توفیق بخشے، آمین، والحمد للہ رب العالمین۔

(مقتدیٰ حسن محمد یاسین ازہری)
جامعہ سلفیہ، بنارس
۲۷/ ذی قعدہ ۱۴۲۳ھ

☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

إن الحمد لله نحمده ، ونستعينه ، ونستغفره ، ونعوذ بالله من شرور أنفسنا ، وسيئات أعمالنا ، من يهده الله فلا مضل له ، ومن يضلل فلا هادي له ، وأشهد أن لا اله الا الله وحده لا شريك له ، وأشهد أن محمدا عبده ورسوله ، أرسله بالهدى ، ودين الحق ، ليظهره على الدين كله ، ولو كره المشركون ، أما بعد :

عقیدہ کا یہ نصاب عالم اسلام کے ان بچوں کے لئے ہے جو ثانویہ مرحلہ کے پہلے درجہ میں زیر تعلیم ہیں ، اس کی تیاری میں اس منہج کی رعایت کی گئی ہے جس پر ہمارے نبی سید المرسلین ، امام المتقین ، خاتم الانبیاء والمرسلین محمد ﷺ چلے ، نبی ﷺ نے اپنی دعوت کا آغاز دلوں کی اصلاح اور شرک ، شکوک اور خواہشات سے انہیں پاک کرنے کے ساتھ کیا ، اور یہی "لا الہ الا اللہ" کے معنی کا اثبات ہے ، نبی ﷺ نے اپنی دعوت کے آغاز میں فرمایا تھا : قولوا لا اله الا الله تفلحوا " لا الہ الا اللہ کہو کامیاب ہو جاؤ گے ، اسی بنیاد پر اس مادہ کو تیار کیا گیا ہے تاکہ اللہ کے حکم سے اس کی روشنی میں ایسی نسل تیار ہو جو اپنی امت اور اپنے معاشرہ کو نجات کی راہ پر چلا سکے اور لوگ اپنے دین اور دنیا میں کامیاب و کامران ہوں ، بحمد اللہ منہج کی واضح بنیادوں پر نہایت سہل انداز میں اس کی تکمیل ہوئی ہے ، طالب علم اس کے ذریعہ عقائد و تصورات میں صحیح اور فاسد کے درمیان تمیز کی استعداد حاصل کر سکتا ہے ۔

یہ نصاب اعتقاد کے جن مسائل پر مشتمل ہے وہ سلف صالح کے منہج کے مطابق کتاب وسنت سے ماخوذ دلائل شرعیہ پر مبنی ہیں اور معلومات مرتب ومربوط ہیں، پھر ہر موضوع کے خاتمہ پر مشقی سوالات رکھے گئے ہیں جن سے طالب علم اپنے اسباق کو یاد رکھنے اور معلومات کو پختہ کرنے کا فائدہ حاصل کرسکتا ہے۔

یہ کام مشترکہ کوششوں کا نتیجہ ہے، اس کی تیاری اور مراجعہ میں علماء اور ماہرین تربیت کی ایک بابرکت جماعت نے حصہ لیا ہے، اس کی تالیف جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ اور جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیۃ کے عقیدہ کے ماہرین اساتذہ کی ایک جماعت نے کی ہے، اور سعودی عرب کی وزارت تعلیم کے ماہرین تربیت نے اس کے مشقی سوالات وضع کئے ہیں، اور معروف کبار علماء کی ایک جماعت نے اس کے علمی مادہ کا مراجعہ کیا ہے، پھر افریقہ کے بعض مدارس میں اس پر تدریسی تجربات کئے گئے، اور مستقبل قریب میں اس کی تدریس کی ذمہ داری اختیار کرنے والے بعض لوگوں کے لئے متعدد خاص ٹریننگ کورس چلائے گئے۔

ان تمام چیزوں کی تکمیل ''دعوت کمیٹی برائے افریقہ'' کی نگرانی، انتظام اور توجہ سے ہوئی ہے، کمیٹی اس عظیم کام کو افریقہ کے مسلمان بچوں کے لئے خصوصا اور عالم اسلام کے بچوں کے لئے عموما پیش کرتے ہوئے اللہ عز وجل سے سوال کرتی ہے کہ اس کوشش سے نفع اور ان تمام حضرات کو برکت عطا فرمائے جنھوں نے اس کی تیاری، تالیف اور مراجعہ میں حصہ لیا ہے، اور اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے انہیں بہترین بدلہ عطا فرمائے۔

وصلى الله على نبينا محمد وعلى آله وصحبه أجمعين.

دعوت کمیٹی برائے افریقہ

سعودی عرب

عام مقاصد

۱- ابتدائی مرحلہ کے طلباء کو اسلامی عقیدہ کی عام اور جامع معلومات بہم پہونچانا۔

۲- اعتقادی مسائل کو سلف صالحین کی سمجھ کی روشنی میں کتاب وسنت کے شرعی نصوص سے جوڑنا۔

۳- طلباء کی تربیت ایسے صحیح اسلامی عقیدہ پر کرنا جس میں شرک یا کفر یا بدعت کی کوئی ملاوٹ نہ ہو " وَمَآ أُمِرُوْا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَاءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ " (البینۃ: ۵) اور انہیں حکم دیئے گئے مگر یہ کہ یکسو ہو کر اللہ کی عبادت کریں خالص اسی کی اطاعت کریں اور نماز قائم کریں اور زکوۃ دیں اور یہی دین ٹھیک ہے۔

۴- طلباء کو ایسی باتوں کا علم وفہم دینا جو عقیدۂ توحید کے تینوں اقسام میں خلل پیدا کرنے والی ہیں تا کہ ان کے عقیدہ کی حفاظت ہو سکے اور زندگی میں پیش آنے والی شرک کی لغزشوں سے وہ محفوظ رہیں۔

۵- طلباء کو منہجی اصولوں اور کلی قواعد سے باخبر کرنا جن کے ذریعہ وہ عقائد وتصورات میں فاسد سے صحیح کی تمیز کر لے جائیں۔

۶- طلباء کو اس بات سے روشناس کرانا کہ جدید بت پرستی کے مظاہر کا پہلی جاہلیت سے کیا تعلق ہے۔

۷- اس بات کی حرص کہ عالم اسلام کے ابتدائی مرحلہ کے بچوں کے لئے عقیدہ کے مادہ میں یکساں منہج وضع کیا جائے۔

ہدایات

۱- عقیدۂ توحید کا پڑھنا مکلف کا پہلا فریضہ ہے، اس لئے کہ نبی ﷺ نے معاذ رضی اللہ عنہ کو جب یمن بھیجا تھا تو ان سے فرمایا تھا: فليكن أول ما تدعوهم إليه شهادة أن لا إله إلا الله سب سے پہلے انہیں لا الہ الا اللہ کی گواہی دینے کی طرف بلانا۔

۲- استاذ کا فریضہ ہے جو طلباء کا نگراں اور ان کا دوسرا باپ ہے کہ انہیں ان باتوں کا علم وفہم عطا کرے جن سے عقیدۂ توحید کے تینوں اقسام میں خلل واقع ہوتا ہے تاکہ ان کے عقیدہ کی حفاظت ہو سکے اور زندگی میں پیش آنے والی شرک کی لغزشوں سے وہ محفوظ رہیں۔

۳- استاذ نمونہ ہوتا ہے، اس لئے اس کے طلباء اس کی حرکات، سکنات، افعال اور اس کے اقوال میں اس کی پیروی کرتے ہیں، لہذا استاذ کو چاہئے کہ رسول اللہ ﷺ کو اپنا نمونہ بنائے اور اپنی زندگی کے تمام احوال میں آپ کے اسوہ پر چلے۔

۴- استاذ کا فریضہ ہے کہ ذمہ داری کا احساس کرے اور اپنے کندھے پر ڈالے گئے امانت کے بوجھ کا شعور رکھے یعنی اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان رکھنے والی نسل کی تربیت، اگر وہ ان کی اچھی تربیت کرے گا تو اسے انہیں جیسا اجر ملے گا، اس لئے کہ وہ آئندہ اسی جیسا عمل کریں گے اور اگر بری تربیت کرے گا تو اس پر اس کا وبال آئے گا اور اس کا بھی جو اس کی پیروی کرے گا۔

۵- استاذ کا فریضہ ہے کہ وہ اچھی ہیئت والا اور صاحب وقار ہو تاکہ اس کے ذریعہ اپنے طلباء کی طرف سے عزت واحترام حاصل کر سکے اور کوشش کرے کہ درس گاہ میں الفت ومحبت کی فضا چھائی رہے۔

۶- استاذ کا فریضہ ہے کہ اپنے درس کے موضوع کی پابندی کرے، اپنے طلباء کے معیار کے مناسب علمی وتربیتی طریق پر اس کے فقرات مرتب کرے اور علمی کتابوں کی طرف رجوع کر کے ان سے مدد لے۔

۷- استاذ کا فریضہ ہے کہ شوق ورغبت پیدا کرنے والے طریق سے طلباء پر سوال وجواب پیش کرے۔

۸- استاذ کا فریضہ ہے کہ وہ اپنے طلباء کو معاشرہ میں پائے جانے والے امور اور واقع سے مربوط کرنے کا حریص ہو، اور معاشرہ میں پائی جانے والی چیز سے ان کے سامنے مثال پیش کرے تاکہ وہ جان لیں کہ اسلام کے اصول زندہ ہیں، اور اسلام کی تعلیمات ہر زمان ومکان کے لئے درست ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید

۱- توحید اور عقیدہ کی تعریف:

توحید لغت میں: " وحد الشئ " سے مشتق ہے یعنی اسے ایک قرار دیا۔
اور شریعت میں: صرف ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا۔

اور عقیدہ: ''عقد'' کے مادہ سے ماخوذ ہے جس کا مدار لزوم اور تاکید پر ہے، اسی سے "عقد الحبل" ہے یعنی رسی کو ایک دوسرے سے مضبوط باندھنا۔

لہذا عقیدہ دین کے وہ امور ہیں جن پر آدمی کا دل سختی سے بندھ جائے ان کی تابع داری کرے اور ان کا پختہ یقین کرے۔

شریعت میں عقیدہ: اللہ اور اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں، یوم آخر اور تقدیر کے خیر و شر پر ایمان لانے کو کہتے ہیں، یہ ایمان کے چھ ارکان ہیں نیز اور اعتقادی امور بھی ہیں جن پر شک سے پاک ایمان لانا واجب ہے۔

۲- عقیدۂ صحیحہ کی اہمیت اور امتوں کو ان کی ضرورت:

انفرادی اور معاشرتی زندگی میں عقیدہ صحیحہ کی بڑی اہمیت ہے، یہی وجہ ہے کہ نبی ﷺ مکہ میں تیرہ سال ٹھہرے رہے، اور لوگوں کو اللہ کی توحید

اور تمام شرک و بدعات وخرافات کی آلائش سے پاک اللہ کی خالص عبادت کی طرف دعوت دیتے رہے۔

اور رسول اللہ ﷺ جب کسی قوم کی طرف کوئی داعی بھیجتے تو اسے حکم دیتے کہ سب سے پہلے انہیں اللہ کی توحیداور ترک شرک کی دعوت دے جیسا کہ معاذ کو جب یمن بھیجا تو انہیں حکم دیتے ہوئے فرمایا:

إنك تأتي قوما من اهل الكتاب فليكن اول ما تدعوهم اليه شهادة أن لا اله الا اله – وفي رواية: ان يوحدوا الله – فان هم اطاعوك لذلك فاعلمهم أن الله افترض عليهم خمس صلوات في كل يوم وليلة ۔(بخاری:۳/۲۵۵،مسلم: ۱/۵۰،۵۱)

تم اہل کتاب کی ایک قوم کے پاس جارہے ہو،تو انہیں سب سے پہلے لا الہ الا اللہ کی شہادت کی دعوت دو-ایک روایت میں ہے کہ اس بات کی دعوت دو کہ وہ ایک اللہ کو مانیں۔اگر وہ اس میں تمہاری اطاعت کریں تو انہیں بتاؤ کہ اللہ نے ان پر روزانہ پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔

اسلامی شعائر سے پہلے دعوت توحید سے ابتداء اس کی اہمیت اور لوگوں کواس کی ضرورت کی وجہ سے ہے۔

اس کی اہمیت درج ذیل امور سے ظاہر ہوتی ہے:

۱- صحیح عقیدہ معاشرہ کی تعمیر کی بنیاد اوراس کی درستگی اور سعادت اور

جرائم سے پاکی کی اصل ہے
۲-فرد کے عمل اور فکر میں استقامت کا سبب ہے
۳-اسی سے جان اور مال محفوظ ہوتے ہیں
۴-یہ اعمال کی قبولیت کی اساس ہے
۵-یہ جنت میں داخل ہونے اور جہنم سے نجات کا سبب ہے

انسانیت کی اصل توحید ہے:

انسانوں کو اللہ نے جب سے پیدا کیا ہے وہ توحید اور سیدھے دین پر تھے پھر اس کے بعد شرک پیدا ہوا، اس کا آغاز قوم نوح میں ہوا، جب انہوں نے صالحین کے متعلق غلو کیا، یہاں تک کہ ان کی پوجا کرنے لگے، اللہ تعالی نے فرمایا:

كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيِّيْنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۔(البقرۃ:۲۱۳)

پہلے لوگ ایک ہی دین پر تھے پھر اللہ نے نبیوں کو بشارت دیتے ہوئے ڈراتے ہوئے بھیجا۔

نیز ارشاد فرمایا:

وَمَا كَانَ النَّاسُ إِلَّا أُمَّةً وَاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا ۔(یونس:۱۹)

پہلے لوگ ایک ہی دین پر تھے پھر جدا جدا -مذہب- ہو گئے۔

اور حدیث قدسی میں اللہ تعالی فرماتا ہے:

خلقت عبادي حنفاء كلهم، وانهم أتتهم الشياطين فاجتالتهم عن دينهم وحرمت عليهم ما احللت لهم، وأمرتهم ان يشركوا بي مالم انزل به سلطانا۔ (مسلم:۴/۶۳)

میں نے اپنے سب بندوں کو توحید پر پیدا کیا ہے پھر ان کے پاس شیطان آئے اور انہیں ان کے دین سے پھیر دیا، اور میں نے ان کے لئے جو کچھ حلال کیا تھا وہ ان پر حرام کر دیا اور انہیں حکم دیا کہ میرے ساتھ اسے شریک کریں جس کے لئے میں نے کوئی دلیل نہیں اتاری۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں:

كان بين آدم ونوح عشرة قرون كلهم على الاسلام۔ (ابن جریر:۴/۲۷۵، حاکم فی المستدرک:۲/۵۴۶)

آدم اور نوح کے درمیان دس صدیاں گذریں وہ سب اسلام پر قائم تھے۔

اور اللہ تعالی نے فرمایا:

وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَلَا سُوَاعًا وَلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا، وَقَدْ اَضَلُّوا كَثِيرًا وَّلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ إِلَّا ضَلَالًا۔ (نوح:۲۳،۲۴)

وہ آپس میں کہنے لگے اپنے دیوتاؤں کو نہ چھوڑنا اور نہ ود نہ سواع نہ یغوث اور نہ یعوق اور نسر کو، انہوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کر ڈالا ہے،

اوران ظالموں کی گمراہی میں اوراضافہ کردے۔

بعض سلف نے کہا ہے:

''یہ صالح لوگوں کے نام ہیں جو آدم اورنوح کے درمیان تھے، جب یہ مر گئے،تو ان کی اقتدا کرنے والے کچھ پیروکار تھے جوعبادت میں ان کے بعد انہیں کے طریق پر کاربند تھے، پھران کے پاس ابلیس آیا اوران سے بولا اگرتم لوگ ان کی تصویر بنا لیتے تو عبادت کے لئے زیادہ باعث شوق ونشاط ہوتا، چنانچہ انہوں نے ایسا کرڈالا پھران کے بعد کی نسل آئی تو ابلیس نے ان سے کہا: تم سے پہلے کے لوگ ان بزرگوں کی عبادت کرتے تھے تو ان لوگوں نے ان کی عبادت شروع کردی''۔ (الدرالمنثور للسیوطی ۲۶۹/۶)

مشق

۱-عقیدہ کی لغوی اوراصطلاحی تعریف کرو

۲-عقیدہ صحیحہ کی کیا اہمیت ہے؟ دلیل کے ساتھ بیان کرو

۳-رسول اللہ ﷺ تیرہ سال مکہ میں ٹھہر کرلوگوں کوتوحیداوراصلاح عقیدہ کی دعوت کیوں دیتے رہے؟

۴-صحیح جواب منتخب کرو

۱-رسول ﷺ نے عقیدہ سے آغاز اس لئے فرمایا کہ دین اسلامی آسانی وسہولت کا دین ہے

۲-اس لئے کہ بعض صحابہ نے رسول اللہ ﷺ کواس کا مشورہ دیا تھا

۳-اس لئے کہ عقیدہ صحیحہ معاشرہ کی تعمیر کی بنیاداوراس کی درستگی اورسعادت کی اصل ہے۔

اہل سنت والجماعت کے نزدیک دین کا مصدر

اہل سنت والجماعت، احکام، عقائد اور سارے امور دین اخذ کرنے میں دو بنیادی مصادر پر اعتماد کرتے ہیں:

۱- کتاب اللہ، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِنْ شَيْئٍ فَحُكْمُهُ إِلَى اللّٰهِ ۔ (الشوریٰ:۱۰)

اور جس بات میں تم اختلاف کرو تو اس کا فیصلہ اللہ کے حوالہ ہے۔

نیز ارشاد ہے:

اِتَّبِعُوْا مَا اُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِنْ رَّبِّكُمْ ۔ (الاعراف:۳)

اس کی اتباع کرو جو تمہارے مالک کی طرف سے تمہارے لئے نازل کیا گیا ہے۔

۲- سنت رسول اللہ ﷺ، اور یہ وحی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَى، إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۔ (النجم: ۴،۳)

وہ اپنی خواہش سے کوئی بات نہیں کرتا، اس کی جو بات ہے وہ وحی ہے۔

نیز ارشاد ہے:

فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ۔

(النساء:۵۹)

پھر اگر تم کسی بات میں جھگڑا کرو تو اسے اللہ اور رسول کی طرف پھیر دو۔

عقائد میں احادیث آحاد کو دلیل بنانا (۱)

اہل سنت والجماعۃ کا طریقہ ہے کہ نبی ﷺ سے جو کچھ صحیح طور پر ثابت ہو جائے اس کا یقین اور اعتقاد اور اس پر عمل واجب ہے خواہ تواتر کے درجہ تک پہونچتا ہو یا آحاد ہو، اعتقادات سے متعلق ہو یا عملیات یعنی مسائل واحکام فقہیہ سے متعلق ہو۔

خبر واحد علم کا فائدہ دیتی ہے اور وہ حجت ہے اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے:

فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنْذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ۔

(التوبہ:۱۲۲)

---

(۱) حدیث مقبول کی دو قسمیں ہیں: ۱-متواتر ۲-آحاد

(۱) متواتر: وہ حدیث ہے جسے اتنی بڑی تعداد نے روایت کیا ہو کہ عادۃً ان کا کذب پر اتفاق کر لینا محال ہو، یہ تعداد تمام طبقات سند میں ہو اور ان کے خبر کی بنیاد مشاہدہ یا سماع ہو۔

(۲) آحاد: وہ حدیث ہے جس میں تواتر کے شروط نہ پائے جائیں اور جسے عادل اور تام الضبط راوی اپنے مثل سے متصل سند کے ساتھ روایت کرے اور وہ شذوذ اور علتِ قادحہ سے محفوظ ہو۔

ایسا کیوں نہیں کرتے کہ ہر گروہ میں سے کچھ لوگ نکلیں تا کہ وہ دین کی سمجھ حاصل کریں اور جب لوٹ کر آئیں تو اپنی قوم کو ڈرائیں تا کہ وہ بچیں۔

جانے والے گروہ کو اللہ نے دین میں تفقہ حاصل کرنے اور اس کے بعد اپنی قوم کو ڈرانے کا حکم دیا ہے، اور آیت میں وارد لفظ طائفۃ ایک آدمی اور گروہ پر بولا جاتا ہے جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس کی تصریح آئی ہے، اور جب تک حجت قائم نہ ہو اور خبر علم کا فائدہ نہ دے ڈرانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

اور نبی ﷺ مختلف اطراف اور قبائل میں اسلام کی دعوت، جھگڑوں کے فیصلے اور زکوۃ وصول کرنے وغیرہ کے لئے افراد صحابہ کو بھیجا کرتے تھے، آپ نے علی کو یمن کا قاضی بنا کر بھیجا، اور معاذ کو اسلام کا داعی اور محصل صدقات بنا کر بھیجا اور مصعب بن عمیر کو مدینہ- داعیٔ اسلام بنا کر- بھیجا۔

اگر ان افراد کی خبر سے حجت قائم نہ ہوتی، پیغام نہ پہنچتا اور اس پر عمل واجب نہ ہوتا تو ان کے بھیجنے میں کوئی فائدہ نہ ہوتا اور نبی ﷺ ان کے احکام اور اخبار کو نافذ نہ فرماتے۔

عقیدۂ صحیحہ سے انحراف کے اسباب:

عقیدۂ صحیحہ سے انحراف کے کچھ اسباب درج ذیل ہیں:

۱- عقیدہ صحیحہ سے ناواقفیت اور اس کی تفاصیل اور شرعی دلائل کے سیکھنے سے بے رغبتی۔

۲- باپ داداخاندان قبیلہ کے عقائد کے لئے تعصب خواہ باطل ہی ہوں۔

۳- اولیاء وصالحین کے متعلق غلو، انہیں ان کے مقام سے اونچا اٹھانا وران کو ایسے صفات اور امور سے متصف کرنا جو صرف اللہ کے لئے ہی ہو سکتے ہیں۔

۴- انسان کی قدرت اور اللہ کی جانب سے اسے عطا کئے گئے علوم ومعارف اور ایجادات سے دھوکا کھانا، اور ساتھ ہی اللہ تعالی کی قدرت عامہ اور اس کے علم واسع سے غفلت برتنا اور اس سے بھی کہ اللہ ہی ہے جس نے انسان کو ہر چیز عطا کی ہے

۵- والدین، معاشرہ اور وسائل تعلیم اور نشر واشاعت کا انحراف

عقیدہ صحیحہ کے دفاع میں مصلحین کی مساعی کانمونہ

اللہ کی رحمت اور اس کی حکمت کا فیصلہ ہوا کہ اس امت میں علماء مصلحین ظاہر ہوں جو آثار رسالت سے دوری، کثرت جہل، اور بدعات کے پھیلاؤ کے سبب سے امت کے دین اور عقیدہ کے بگاڑ کی اصلاح کریں، ان چوٹی کے ائمہ میں سے:

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں جنہوں نے فتنۂ ارتداد کو فرو کیا

اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں جنہوں نے متشابہات سے شغف رکھنے والوں کے متعلق سخت موقف اختیار کیا۔ (جیسے صبیغ بن عسل نے بعض آیات متشابہات کے متعلق سوالات اٹھائے عمر فاروق نے اس پر بار بار

کوڑے برسائے یہاں تک کہ وہ اچھی طرح تائب ہو گیا۔ (سنن دا ۱/ ۵۵، ۵٦، الاصابہ لابن حجر: ۲/ ۱۹۸، ۱۹۹)

اور علی رضی اللہ عنہ جنہوں نے آپ کے متعلق غلو کرنے والوں اور خوارج کے بارے میں فیصلہ کن موقف اختیار کیا۔

اور عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جنہوں نے قدریہ کے رد میں زبردست موقف اختیار کیا

اور ان کے بعد حسن بصری، ابو حنیفہ، مالک، شافعی، دارمی، احمد بن حنبل، ابن خزیمہ، ابن بطہ، ابن مندہ، ابن عبدالبر، شیخ الاسلام ابن تیمیہ، اور ان کے تلمیذ ابن القیم وغیرھم جیسے چوٹی کے ائمہ ہیں جنہوں نے اہل بدعت اہل کلام اور فرق ضالہ کا زبردست رد کیا۔

پھر بعد کے ادوار میں بدعات وضلالات کے عام ہونے کے بعد اس امت کے دین کی تجدید کے لیے بہت سے ائمہ کو پیدا فرمایا، ناصر السنۃ امام محمد بن عبدالوہاب بن سلیمان التمیمی رحمہ اللہ کھڑے ہوئے اور اللہ نے ان کی مبارک دعوت کے ذریعہ جزیرۃ العرب کو پاک کر دیا اور اللہ نے ان کی دعوت سے مسلمانوں کے تمام ممالک کو نفع پہونچایا۔

اسی طرح شیخ محمد صنعانی، شوکانی، اور مصر وسوڈان میں جماعت انصار السنۃ اور ہندوستان میں جماعت اہلحدیث بھی ہیں۔

مشق

۱-عقیدہ اخذ کرنے میں سلف صالح کا طریق کیا ہے؟
۲-عقائد میں احادیث احاد کو دلیل بنانے کا کیا حکم ہے؟
۳-عقیدہ صحیحہ سے انحراف کے تین اسباب ذکر کرو
۴-صحیح جواب منتخب کرو اور وجہ بتاؤ:
۱-عقیدہ درست رائے اور صحیح اجتہاد سے ثابت ہوتا ہے
۲-عقیدہ صرف دلائل قرآن سے ثابت ہوتا ہے
۳-عقیدہ توقیفی ہے یہ شارع کی دلیل ہی سے ثابت ہوسکتا ہے۔
۵-درج ذیل نصوص سے عقیدہ صحیحہ سے انحراف کے اسباب نکالو:
أ- اللہ تعالی نے فرمایا:

وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا أَلْفَيْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا أَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ. (البقرة:۱۷۰)

جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ نے جو نازل کیا ہے اس کی پیروی کرو تو کہتے ہیں ہم تو اس طریق پر چلیں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے، کیا اگرچہ ان کے باپ دادا بے عقل اور گمراہ تھے۔

ب - اللہ تعالی نے فرمایا:

وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا۔ (نوح:۲۳)

وہ آپس میں کہنے لگے اپنے دیوتاؤں کو نہ چھوڑنا اور نہ ود، نہ سواع نہ یغوث اور نہ یعوق اور نسر کو۔

ج— نبی ﷺ نے فرمایا: ما من مولود إلا يولد على الفطرة فأبواه يهودانه أو ينصرانه أو يمجسانه۔ ہر بچہ فطرت توحید پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے والدین اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا ڈالتے ہیں۔

۶۔ بعض ان مصلحین کا ذکر کرو جنہوں نے دین میں بدعت اور انحراف پیدا کرنے والوں کا مقابلہ کیا ہے۔

ایمان کا مسمّیٰ

ایمان: لغت میں تصدیق کو کہتے ہیں۔

اور شریعت میں : زبان سے اقرار کرنے ، دل میں اعتقاد رکھنے اور اعضاء سے عمل کرنے کو کہتے ہیں ، یہ اطاعت سے بڑھتا اور معصیت سے گھٹتا ہے۔

زبان سے اقرار کرنے کو ایمان کہا جاتا ہے اس کی دلیل اللہ تعالی کا یہ قول ہے:

قُوْلُوْا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا أُنْزِلَ اِلَيْنَا ۔ (البقرۃ:۱۳۶)

مسلمانو کہو ہم تو اللہ پر اور اس پر جو ہماری طرف نازل کیا گیا ایمان لائے۔

دل میں اعتقاد رکھنے کو ایمان کہا جاتا ہے اس کی دلیل اللہ تعالی کا یہ قول ہے:

وَلَمَّا يَدْخُلِ الاِيْمَانَ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ۔ (الحجرات:۱۴)

ابھی ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔

اور اعمال ایمان کے مسمّیٰ میں داخل ہیں اس کی دلیل اللہ تعالی کا یہ قول ہے:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيعَ اِيْمَانَكُمْ۔ (البقرۃ:۱۴۳)

ایسا نہیں ہو سکتا کہ اللہ تمہارا ایمان - بیت المقدس کی طرف تمہاری نماز - ضائع کر دے۔

ان تمام باتوں کے لئے دلیل رسول ﷺ کی یہ صحیح حدیث ہے:

والایمان بضع وسبعون شعبة اعلاها قول لا إله إلا الله وادناها اماطة الأذى عن الطريق، والحياء شعبة من الايمان ۔ (مسلم:۱/۶۳)

ایمان کی ستر سے زیادہ شاخیں ہیں ان میں سب سے اعلیٰ لا الہ الا اللہ کہنا اور سب سے ادنیٰ راستہ سے اذیت دینے والی چیز کو ہٹا دینا ہے اور حیاء ایمان کی ایک شاخ ہے۔

دوسری حدیث میں ہے:

من رأى منكم منكرا فليغيره بيده، فإن لم يستطع **فبلسانه فان لم يستطع فبقلبه وذلك اضعف الايمان ۔** (مسلم:۶۹)

تم میں سے جو کوئی بری بات دیکھے اسے اپنے ہاتھ سے بدل دے اگر طاقت نہ رکھے تو اپنی زبان سے کہے اگر اس کی بھی طاقت نہ رکھے تو اپنے دل سے برا جانے اور یہ کمزور ترین ایمان ہے۔

دونوں حدیثوں میں اس بات کی دلیل ہے کہ ایمان، دل، زبان اور

اعضاء تینوں سے متعلق ہوتا ہے۔

حسن بصری کہتے ہیں:

"ليس الايمان بالتحلي ولا بالتمني ولكن ما وقر في القلب وصدقته الأعمال" والدليل على ذلك الايمان قوله تعالى: وإذا تليت عليهم اٰياته زادتهم ايمانا۔ (الانفال:۲)

ایمان نمائش اور آرزو سے نہیں ہے بلکہ ایمان وہ ہے جو دل میں پیوست ہو جائے اور اعمال اس کی تصدیق کریں، اس ایمان کی دلیل اللہ تعالی کا یہ قول ہے: اور جب ان کو اس کی آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو ان کے ایمان کو اور زیادہ کر دیتی ہیں۔

ایمان کے ارکان

ایمان کے چھ ارکان اور ان کے دلائل:

اسلامی عقیدہ ایسے چھ اصول پر قائم ہے جس کو ارکان ایمان کہا جاتا ہے اور وہ یہ ہیں: اللہ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں، یوم آخرت اور تقدیر کی اچھائی برائی پر ایمان لانا۔

قرآن سے ان ارکان کی دلیل اللہ تعالی کا یہ قول ہے:

لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوا وَجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ وَالْمَلاَئِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّيْنَ ۔ (البقرۃ:۱۷۷)

نیکی یہی نہیں ہے کہ تم اپنا چہرہ پورب اور پچھم کی طرف پھیر لو بلکہ نیک وہ ہے جو اللہ پر ایمان لائے اور یوم آخر پر اور فرشتہ پر اور کتاب پر اور تمام نبیوں پر۔

نیز فرمایا:

إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ ۔ (القمر:۴۹)

ہم نے ہر چیز کو ایک اندازہ کے ساتھ پیدا کیا۔

سنت سے ان کی دلیل حدیث جبرئیل میں نبی ﷺ کا یہ قول ہے جب انہوں نے نبی ﷺ سے ایمان کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا:

ان تؤمن بالله وملائكته وكتبه ورسله واليوم الآخر وتؤمن بالقدر خيره وشره ۔ (مسلم:۱/۳۶،۳۷)

یہ کہ تم ایمان لاؤ اللہ پر اس کے فرشتوں پر اس کی کتابوں پر اس کے رسولوں پر اور یوم آخر پر اور ایمان لاؤ تقدیر کی بھلائی اور برائی پر۔

یہ وہ اصول وارکان ہیں جن پر رسولوں اور شریعتوں کا اتفاق رہا ہے، کتابیں انہیں کے ساتھ اتریں، کسی آدمی کا ایمان صحیح نہیں ہوسکتا جب تک ان سب کا اعتقاد نہ رکھے اور ان کے تقاضا پر عمل نہ کرے۔

اور جو شخص ان میں سے کسی ایک کا انکار کرے گا وہ ایمان سے خارج ہو کر کفر میں پہونچ جائے گا۔

اللہ تعالی نے فرمایا:

وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللهِ وَمَلاَئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلاَلاً بَعِيْدًا۔ (النساء:۱۳۶)

اور جو کوئی اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں ،اس کے رسولوں اور یوم آخر کا کفر کرے تو وہ بڑی دور کی گمراہی میں پڑ گیا۔

نیز ارشاد ہے:

إِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيدُونَ أَن يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَيُرِيْدُوْنَ أَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلاً أُوْلٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُوْنَ حَقًّا وَاَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا۔ (النساء:۱۵۰،۱۵۱)

جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں کا کفر کرتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسولوں میں جدائی ڈالنا چاہتے ہیں اور کہتے ہیں بعض کو مانیں گے اور بعض کا کفر کریں گے اور اس کے بیچ میں ایک راستہ نکالنا چاہتے ہیں، یہی لوگ پکے کافر ہیں اور ہم نے کافروں کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

مشق

۱-ارکان ایمان دلیل کے ساتھ بیان کرو۔

۲-صحیح جواب منتخب کرو۔

۱-ایمان قول وعمل کو کہا جاتا ہے۔

۲-ایمان دل کے اعتقاد کا نام ہے۔

۳-ایمان زبان کے اقرار کا نام ہے۔

۴-ایمان اعضاء سے عمل کرنے کا نام ہے۔

۵-ایمان قول اور عمل اور اعتقاد کا نام ہے۔

۳-کیا اعمال ایمان کے مسمیٰ میں داخل ہیں؟ دلیل کے ساتھ بیان کرو۔

رکن اول : اللہ پر ایمان

ایمان باللہ کے معنی:

قطعی اعتقاد رکھنا کہ یقیناً اللہ ہر چیز کا رب ہے اس کا مالک اور اس کا خالق ہے اور وہی ہے جو اکیلا عبادت کا مستحق ہے اور وہی ہے جو صفات کمال سے متصف اور ہر نقص وعیب سے پاک ہے، ساتھ ہی اس کو لازم پکڑنا اور اس پر عمل کرنا۔

لہذا ایک اللہ پر ایمان توحید کی تینوں قسموں کو شامل ہے:

۱-توحید ربوبیت

۲-توحید الوہیت

۳-توحید اسماء وصفات

۱-توحید ربوبیت

۱-اس کی تعریف

توحید ربوبیت اللہ کو اس کے افعال میں ایک ماننا اور یہ اس اعتقاد کے ساتھ کہ اللہ تعالی پیدا کرنے، روزی دینے، حکومت وتدبیر کرنے، زندہ کرنے اور مارنے وغیرہ افعال میں اکیلا ہے، اللہ تعالی نے فرمایا:

اَلَا لَـهُ الْـخَـلْـقُ وَالْأَمْـرُ تَبَـارَكَ الـلّٰـهُ رَبُّ الْعَـالَمِيْنَ ۔

(الاعراف:۵۴)

سن لو اسی نے سب کچھ پیدا کیا ہے اور اسی کی حکومت ہے اللہ بہت برکت والا سارے جہاں کا مالک ہے۔

۲- اللہ نے لوگوں کو توحید پر پیدا کیا

یہ توحید لوگوں کی فطرت میں جاگزیں ہے، اللہ تعالی نے فرمایا:

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا، فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِىْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا، لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۔ (الروم:۳۰)

پس ایک طرف کا ہو کر اپنا چہرہ دین کے لئے سیدھا کر، اس دین کے لئے جس پر اللہ نے لوگوں کو پیدا کیا ہے، اللہ کی بناوٹ بدلتی نہیں، یہی سیدھا دین ہے۔

اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ما من مولود يولد الا على الفطرة فأبواه يهودانه أو ينصرانه أو يمجسانه ۔ (بخاری:۲/ ۹۸)

ہر بچہ دین فطرت ہی پر پیدا کیا جاتا ہے پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔

آپ نے "یسلمانہ" اس کو مسلمان بنا لیتے ہیں، نہیں فرمایا، اس لئے کہ اسلام اس کی فطرت کے موافق ہے۔

اللہ کے وجود کے منکر ملحدین کا رد

اللہ کے وجود کا اقرار فطری امر ہے، اس کا انکار اسی شخص نے کیا ہے جس کی فطرت ٹیڑھی ہوگئی ہے، یہ حالت دہریوں اور کمیونسٹ وغیرہ ملحدوں کے یہاں پائی جاتی ہے یا اس کے اقرار سے تکبر کیا ہے یہ حالت فرعون اور اس کے مثل لوگوں کی ہے۔

ملحدوں کے شبہات کو باطل کرنے والے دلائل میں سے اللہ تعالی کا یہ قول ہے:

اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَيْئٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُوْنَ، اَمْ خَلَقُوْا السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ بَلْ لَا يُوْقِنُوْنَ ۔ (الطّور:۳۵،۳۶)

کیا وہ آپ ہی آپ بن گئے ہیں یا وہ خود ہی پیدا کرنے والے ہیں یا انہوں نے آسمان وزمین کو پیدا کیا ہے، بلکہ وہ یقین نہیں رکھتے۔

پس یہ لوگ یا تو بغیر خالق کے پیدا کئے گئے اور یہ ہر عقل کے نزدیک بدیہی طور پر باطل ہے اس لئے کہ مخلوق کے لئے ضروری ہے کہ اس کا خالق سے تعلق ہو جس نے اسے خلق وایجاد کیا ہو۔

اور یا تو انہوں نے خود ہی اپنے آپ کو پیدا کیا ہو اور یہ بھی باطل ہے، اس لئے کہ جس کا وجود ہی نہیں ہے اس کا قدرت سے متصف ہونا کیسے جائز ہوسکتا ہے اور وہ کیسے پیدا کرسکتا ہے؟ اور اس سے فعل کیسے حاصل ہو سکتا ہے؟ اس لئے صرف یہ صورت باقی بچی کہ انہیں کسی خالق نے پیدا کیا

ہے اور وہ اللہ تعالیٰ ہے۔

مشرکین کا توحید ربوبیت کا اقرار انہیں اسلام میں داخل نہیں کر سکتا!

مشرکین نے اس توحید کا اقرار کیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اان کے متعلق قرآن میں ذکر فرمایا ہے:

وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ. (لقمان:۲۵)

اگر ان سے سوال کرو کہ آسمان وزمین کو کس نے پیدا کیا ہے تو ضرور کہیں گے کہ اللہ نے۔

نیز ارشاد ہے:

قُلْ مَنْ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَمَّنْ يَمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُدَبِّرُ الْأَمْرَ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ. (یونس:۳۱)

کہو کہ تمہیں آسمان وزمین سے کون روزی دیتا ہے اور تمہارے کانوں اور آنکھوں کا مالک کون ہے اور مردے سے زندہ کو اور زندہ سے مردے کو کون نکالتا ہے اور کاموں کا انتظام کون کرتا ہے تو وہ ضرور کہیں گے اللہ پھر تم کہو کہ تم لوگ ڈرتے کیوں نہیں۔

اس کے برخلاف نبی ﷺ نے ان سے جنگ کی اور ان کی طرف

سے صرف اسی پر اکتفا نہ کیا اور اگر وہ صاحب عقل ہوتے تو توحید الوہیت کا اقرار کرتے اور ایک اللہ کی عبادت کرتے، جب انہوں نے اقرار کیا کہ اللہ تعالیٰ ہی ان کا خالق، رازق اور انہیں زندگی اور موت دینے والا ہے، پھر وہ کس طرح غیر اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور اس کے سوا دوسرے کو معبود بناتے ہیں؟

اس سے ہم نے یہ بات جان لی کہ توحید کی اس قسم کا اقرار آدمی کے اسلام میں داخل ہونے کے لئے کافی نہیں۔

اسلام میں داخلہ جو جان و مال کو محفوظ کرتا ہے وہ لا الہ الا اللہ کے اثبات سے ہوتا ہے یعنی ایک اللہ کی عبادت کرنا۔

جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

أمرت أن اقاتل الناس حتى يشهدوا أن لا إله الا الله وأن محمدا رسول الله ۔ (بخاری:۲/۱۱۰، مسلم:۱/۵۲)

مجھ کو حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے قتال کروں یہاں تک وہ شہادت دے دیں کہ ایک اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔

اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ انبیاء اور ان کی امتوں کے درمیان جو اختلاف برپا ہوا وہ توحید الوہیت یعنی عبادت کے تمام انواع کو صرف ایک اللہ کے لئے خالص کر دینے کے متعلق ہے۔

مشق

۱-ایمان باللہ کی تعریف کرو۔

۲-توحید کے تینوں اقسام کا ذکر کرو۔

۳-توحید ربوبیت کی تعریف کرو اور اس کی دلیل بیان کرو۔

۴-اس کی کیا دلیل ہے کہ لوگ توحید ربوبیت پر پیدا کئے گئے ہیں؟

۵-کیا صرف توحید ربوبیت کا اقرار نفع دے سکتا ہے؟

۶-اللہ کے وجود کے منکر کا رد کیسے کرو گے؟

۲-توحیدِ الوہیت

۱-اس کی تعریف:

بندوں کا ان افعال سے اللہ کو ایک جاننا جنہیں کہ اس نے ان کے لئے مشروع ٹھہرایا ہے اور وہ عبادت کے انواع دعاء وخوف امید، محبت، نماز، حج اور توبہ وغیرہ کو ایک اللہ کے لئے خاص کرنا ہے۔

۲-انسان اور جن کی تخلیق کی حکمت:

انسان اور جن کی تخلیق کی حکمت غیر اللہ کو چھوڑ کر صرف ایک اللہ کی عبادت کرنا ہے اللہ عز وجل نے فرمایا:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ ۔ (الذاریات: ۵٦)

میں نے جن اور انسانوں کو اسی لئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں۔

۳-توحید الوہیت کی اہمیت:

توحید الوہیت دین کا اول وآخر اور ظاہر وباطن ہے اور اس کی بہت، بڑی اہمیت ہے، مثلاً:

ا-اسی کے لئے انسان اور جن کی تخلیق ہوئی۔

ب-موحدین اور مشرکین کے درمیان یہی فرق کرنے والی ہے اور

دنیااور آخرت میں جزا اسی کی بنیاد پر ہے۔

ج – اسی کے لئے رسول بھیجے گئے اور کتابیں نازل کی گئیں، اس لئے کہ یہی رسولوں کی دعوت کا خلاصہ ہے، اللہ تعالی نے فرمایا:

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ ۔ (النحل:۳۶)

ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا ہے یہ حکم دے کر کہ اللہ کی عبادت کرو اور باطل معبودوں سے بچو۔

نیز فرمایا:

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونَ ۔ (الانبیاء:۲۵)

اور ہم نے تم سے پہلے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اس پر یہی وحی کرتے رہے کہ میرے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں، پس میری ہی عبادت کرو۔

تمام رسولوں نے اسی توحید کی دعوت دی جو لا الہ الا اللہ کی حقیقت ہے، اور ہر رسول اپنی قوم سے یہی کہتا تھا:

اُعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلٰهٍ غَيْرُهُ ۔ (الاعراف:۸۵)

اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔

د–توحید الوہیت ہی کے متعلق رسولوں اور ان کی امتوں کے درمیان نزاع واقع ہوئی، نبی ﷺ نے جب کفار کو اس کی دعوت دی تو انہوں نے

انکار کر دیا اور کہا:

اَجَعَلَ الآلِهَةَ إِلٰهًا وَّاحِدًا إِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ ۔

(ص:۵)

کیا اس نے سب معبودوں کو ایک معبود کر دیا یہ تو بڑے تعجب کی بات ہے۔

تو نبی ﷺ نے ان سے قتال کیا، اور ان کی طرف سے صرف توحید ربوبیت کے اقرار پر اکتفا نہیں کیا۔

۴۔ کلمۂ توحید ''لا الہ الا اللّٰہ'' کے معنی اور اس کے شروط:

ا ۔ اس کے معنی:

کلمہ لا اِلٰہ الا اللہ کے معنی یہ ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے الِٰہ وہ ہے جو مالوہ، معبود اور مطاع ہے کہ دل جس کی محبت، تعظیم، خوف، عاجزی، امید اور توکل واعتماد کے ساتھ عبادت کرتے ہیں۔

ب ۔ اس کے دو ارکان:

اس کے دو ارکان ہیں: ۱۔نفی ۲۔اثبات

''لا اِلٰہ'' اللہ کے سوا تمام مخلوقات سے الٰہیت کی نفی ہے

اور ''الا اللہ'' غیر اللہ کو چھوڑ کر صرف ایک اللہ کے لئے الٰہیت اور عبادت کا اثبات ہے

ج — اس کے شروط:

اس کے سات شروط ہیں جن کو اس قول میں جمع کیا گیا ہے

علم ، يقين واخلاص وصدقك

مع محبة وانقياد والقبول لها

علم، یقین، اخلاص اور تمہارا صدق ساتھ میں محبت، اطاعت اور اس کو قبول کرنا۔

۱- علم یعنی نفی واثبات کے ساتھ اس کلمہ کے معنی مراد کو جاننا جو اس سے جہل کے منافی ہے، اس کی دلیل اللہ تعالی کا یہ قول ہے:

فَاعلَمْ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ ۔ (محمد:۱۹)

یہ جان لو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور اپنے گناہ کی مغفرت طلب کرتے رہو۔ اور عثمان رضی اللہ عنہ سے مرفوعا مروی ہے "من مات وهو يعلم أنه لا إله الا الله دخل الجنة" (مسلم:۱/۹۳) جو شخص مر گیا اور وہ جانتا ہے کہ ایک اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔

۲- یقین جو شک کے منافی ہے اللہ تعالی نے فرمایا:

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۔ (الحجرات:۱۵)

مسلمانو اللہ اور اس کے رسول کے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ سے مرفوعا مروی ہے:

اشهد ان لا إلـه إلا الـلـه وانى رسول الله لا يلقى الله بهـمـا عبـد غير شـاك فيهـمـا إلا دخـل الـجـنـة ۔ (مسلم: ۱/ ۵۵، ۵۷)

لا إلہ الا اللہ، محمد رسول اللہ کی بلا شک کی شہادت کے ساتھ جو بندہ اللہ سے ملے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔

۳- اخلاص اللہ کے لئے اس کلمہ کو کہنا، مجرد عادت اور تقلید کے طریق پر نہیں، اللہ تعالی نے فرمایا:

اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ۔ (الزمر:۳)

سنو اللہ ہی کے لئے ہے خالص عبادت۔

نیز ارشاد ہے: ﴿فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَهُ الدِّيْنَ ﴾ (الزمر:۲)

تو اللہ کی عبادت کرو اس کے لئے عبادت کو خالص کرتے ہوئے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسـعـد الـنـاس بشفاعتى من قال لا إله إلا اللّه خالصا من قلبه "۔ (بخاری:۱/ ۳۳) میری شفاعت کا زیادہ فائدہ اس شخص کو پہنچے گا جس نے لا إلہ الا اللہ خالص طور پر اپنے دل سے کہا ہوگا۔

۴- صدق یعنی اس کلمہ کے کہنے میں سچائی جو کذب کے منافی ہے، اللہ تعالی نے فرمایا:

الٓمّٓ اَحَسِبَ الـنَّـاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْا اَنْ يَّقُوْلُوْا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا

يُفْتَنُوْنَ ، وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكَاذِبِيْنَ ۔ (العنکبوت:۱،۳)

کیا لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ منہ سے کہہ دیں گے کہ ہم ایمان لائے تو چھوڑ دیئے جائیں گے اوران کی آزمائش نہ ہوگی ہم نے ان سے پہلے لوگوں کو آزمایا تھا، تو اللہ سچوں کو ضرور الگ کرے گا اور جھوٹوں کو الگ۔

اور بخاری نے مرفوعا روایت کیا ہے:

ما من احد يشهد أن لا إله الا الله وان محمدا عبده ورسوله صدقا من قلبه الا حرمه الله على النار ۔ (بخاری:۴۱)

جو شخص لا إله الا الله، محمد رسول اللہ کی شہادت اپنے دل کی سچائی سے دیتا ہے اللہ تعالی اسے جہنم پر حرام کر دے گا۔

۵- محبت یعنی اس کلمہ سے محبت اور جس معنی پر اس کی دلالت ہوتی ہے اس سے اور اہل کلمہ سے محبت جو اس پر عمل کرتے ہوں، اور اس سے منافی امور سے بغض، اللہ تعالی نے فرمایا:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ۔ (البقرة:۱۶۵)

کچھ لوگ ایسے ہیں جو اللہ کے سوا دوسروں کو شریک ٹھہراتے ہیں، ان سے اللہ کے برابر محبت کرتے ہیں، اور جو لوگ ایمان والے ہیں وہ اللہ کی محبت سب سے زیادہ رکھتے ہیں۔

۶ - اطاعت یعنی یہ کلمہ جن باتوں پر دلالت کرتا ہے ان کی اطاعت، یہ چھوڑ دینے کے منافی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَاَنِيْبُوْا إِلىٰ رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ ۔ (الزمر:۵۴)

اپنے رب کی طرف رجوع کرو اور اس کی تابع داری کرو۔

۷ - اس کو قبول کرنا یعنی اس کلمہ کے تقاضا کو دل اور زبان سے ماننا، اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ کافروں کو عذاب دینے کا سبب یہ ہے کہ اس کلمہ سے تکبر کرتے تھے اور اسے قبول نہ کرتے تھے ارشاد فرمایا:

إِنَّهُمْ كَانُوْا إِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَسْتَكْبِرُوْنَ، وَيَقُوْلُوْنَ أَئِنَّا لَتَارِكُوْا اٰلِهَتِنَا لَشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ ۔ (الصافات: ۳۵،۳۶)

یہ وہ لوگ ہیں کہ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو یہ سرکشی کرتے تھے اور کہتے تھے کہ کیا ہم اپنے معبودوں کو ایک دیوانے شاعر کی بات پر چھوڑ دیں۔

د- لا إلہ إلا اللہ کی فضیلت:

بندے کی زبان سے نکلنے ولا یہ سب سے عظیم کلمہ ہے، یہ دین وملت کی اساس اور رسولوں کی دعوت کا خلاصہ ہے۔

یہ کوئی ایسا کلمہ نہیں کہ جسے زبان سے بغیر اس کے معنی سمجھے اور اس کے

تقاضا پر عمل کئے زبان سے ادا کر دیا جاتا ہے بلکہ یہ ایسا کلمہ ہے کہ صاحب کلمہ کو اسی وقت نفع دے سکتا ہے جب وہ اسے سمجھے اس پر عمل کرے اور اس کے منافی امور سے دور رہے۔

اس کلمہ کے اثبات کی مقدار سے بندے کو اس کے فضائل اور فوائد حاصل ہوتے ہیں جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

۱- جنت میں داخل ہونا، ابو ذر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

ما من عبد قال لا إله الا الله ثم مات على ذلك الا دخل الجنة ۔ (بخاری: ۷/۴۳، مسلم: ۱/۹۵)

جس بندے نے لا إله الا اللہ کہا پھر اسی پر اس کا انتقال ہو گیا تو وہ جنت میں جائے گا۔

۲- جہنم سے نجات: عتبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

فان الله حرم على النار من قال لا إله الا الله يبتغى بذلك وجه الله ۔ (بخاری: ۲/۵۵، ۵۶، مسلم: ۱/۶۱، ۶۲)

اللہ نے ایسے شخص کو جہنم کی آگ پر حرام کر دیا ہے جس نے اللہ کی رضا کے لئے لا الہ الا اللہ کہا۔

۳- جہنم سے نکلنا: طویل حدیث شفاعت میں مذکور ہے، اللہ تعالی

فرماتا ہے:

اخرجوا من النار من قال لا إله الا الله وكان فى قلبه مثقال ذرة من ايمان ۔ (بخاری:۸/۲۰۱،۲۰۲، مسلم:۱/۱۷۰)

جس نے لا الہ الا اللہ کہا اور اس کے دل میں ذرہ برابر ایمان ہے اسے جہنم سے نکال لو۔

۴- یہ شفاعت رسول ﷺ کے حصول کا سبب ہے: صحیحین میں ہے:

اسعد الناس بشفاعتى من قال لا اله الا الله خالصا من قلبه ۔

میری شفاعت کا زیادہ فائدہ اس شخص کو پہنچے گا جس نے لا الہ الا اللہ دل کے اخلاص کے ساتھ کہا ہوگا۔

۵- یہ دنیا میں مال اور جان کی حفاظت کا سبب ہے. صحیحین میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

امرت ان اقاتل الناس حتى يقولوا لا إله الا الله فمن قالها فقد عصم منى ماله ونفسه إلا بحقه، وحسابه على الله ۔ (بخاری:۲/۱۱۰، مسلم:۱/۵۲)

مجھے حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے قتال کروں یہاں تک کہ لوگ لا الہ الا اللہ کا اقرار کرلیں، تو جس نے اقرار کرلیا اس نے اپنا مال اور اپنی جان کی حفاظت مجھ سے کرلی، مگر اس کے حق سے، اور اس کا حساب اللہ پر ہے۔

۶-دنیا اور آخرت میں حصول امن:

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۔ (الانعام:۸۲)

جولوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان کو ظلم سے نہیں ملایا ان ہی کے لئے امن ہے اور وہی ہدایت یاب ہیں۔

مشق

۱-توحید الوہیت کی تعریف کرو

۲-انسان اور جن کی تخلیق میں کیا حکمت ہے

۳-لا الہ الا اللہ کے معنی کا صحیح جواب واضح کرو

۱ -اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں

۲-اللہ کے سوا کوئی خالق، رازق، زندہ کرنے والا اور مارنے والا نہیں

۳-اللہ کے سوا کوئی حاکم نہیں

۴-اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں

۴-لا الہ الا اللہ کے ارکان کیا ہیں؟

۵-لا الہ الا اللہ کے شروط میں سے تین کا ذکر دلیل کے ساتھ کرو

۶-لا الہ الا اللہ کے فوائد میں سے دنیا اور آخرت میں حصول امن ہے، اس کی دلیل بیان کرو

۳- توحید اسماء وصفات

۱- توحید اسماء وصفات سے مراد اور اس کے دلائل:

قطعی اعتقاد رکھنا کہ اللہ عز وجل تمام صفات کمال سے متصف ہے اور تمام صفات نقص سے پاک ہے اور جن اوصاف سے اللہ نے خود کو متصف کیا ہے یا اس کے رسول ﷺ نے متصف کیا ہے ان سب کی حقیقت پر بغیر تمثیل و تعطیل و تحریف کے ایمان لانا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

لَيۡسَ كَمِثۡلِهِ شَيۡءٌ وَهُوَ السَّمِيۡعُ الۡبَصِيۡرُ. (الشوریٰ:۱۱)

اس کے مثل کوئی چیز نہیں اور وہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔

اس میں صفت پر مشتمل اسم کو ثابت کیا ہے اور اپنے سے مثلیت کی نفی کی ہے، نیز فرمایا:

وَلَمۡ يَكُنۡ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ. (الاخلاص:۴)

اور اس کے برابر کوئی نہیں ہے

نیز فرمایا:

وَلِلّٰهِ الۡاَسۡمَاۤءُ الۡحُسۡنٰى فَادۡعُوۡهُ بِهَا وَذَرُوا الَّذِيۡنَ يُلۡحِدُوۡنَ فِيۡۤ اَسۡمَآئِهٖ سَيُجۡزَوۡنَ مَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ. (الاعراف:۱۸۰)

اور اللہ کے بہترین نام ہیں پس اس کو ان ہی ناموں سے پکارو اور جو

لوگ اس کے ناموں میں بے دینی کرتے ہیں ان کو چھوڑ دو وہ اپنے کیے کا بدلہ جلد پائیں گے۔

۲۔نصوص صفات کے متعلق فریضہ:

اللہ تعالی کی صفات سے متعلق وارد نصوص شرعیہ کے بارے میں واجب ہے کہ ان کے الفاظ اور ان کے معانی کو اللہ تعالی کے لائق طریق پر ثابت کیا جائے۔

صفات کے معانی ہمیں معلوم ہیں اس لئے کہ اللہ تعالی نے ہمیں واضح عربی زبان میں مخاطب فرمایا ہے اور اس میں تدبر کا ہمیں حکم بھی دیا ہے، ارشاد فرمایا:

كِتَـابٌ اَنْـزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِيَدَّبَّرُوْا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُوْلُو الْاَلْبَابُ۔ (ص:۲۹)

یہ کتاب جسے ہم نے تمہاری طرف نازل کیا برکت والی ہے تاکہ لوگ اس کی آیات میں غور کریں اور عقل والے اس سے نصیحت حاصل کریں۔

اگر ان صفات کے معنیٰ معلوم نہ ہوتے تو تدبر کا کوئی فائدہ نہ ہوتا۔

لیکن صفات کی کیفیات اور ان کے حقائق کو اللہ تعالی کے سوا کوئی اور نہیں جانتا، امام مالک رحمہ اللہ سے اللہ تعالی کے قول: ﴿اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى﴾ میں مذکور استواء کی کیفیت کے متعلق جب سوال کیا گیا تو انہوں نے جواب میں کہا: "الاستواء معلوم والكيف مجهول

والایمان بہ واجب والسوال عنہ بدعۃ"۔ (حلیۃ الاولیاء: ۶/ ۳۲۵، ۳۲۶) استوا کا معنی معلوم ہے، کیفیت مجہول ہے، اس کیفیت پر ایمان واجب ہے اور کیفیت کے متعلق سوال بدعت ہے۔

استواء کی کیفیت اور اس کے معنی کے متعلق امام مالک کا جواب اس لائق ہے کہ تمام صفات کے لئے قاعدہ بن سکے۔

امام شافعی رحمہ اللہ نے زور دے کر فرمایا ہے:

ان للہ تبارک وتعالی أسماء وصفات جاء بها كتابه واخبر بها نبيه ﷺ، لا يسع احدا من خلق الله عز وجل قامت لديه الحجة أن القرآن نزل به، وصح عنده قول النبي ﷺ فيما روى عنه أن يعدل إلى خلافه، فإن خالف ذلك بعد ثبوت الحجة عليه، فهو كافر بالله عز وجل۔ (الطبقات لابن أبي يعلى: ۱/ ۲۸۳)

اللہ تعالی کے کچھ اسماء اور صفات ہیں جو اس کی کتاب میں وارد ہیں اور اس کے نبی ﷺ نے امت کو جن کی خبر دی ہے، جس کے یہاں یہ حجت قائم ہوگئی کہ قرآن نازل کیا گیا ہے اور نبی ﷺ کا قول اس کے نزدیک صحیح طور پر ثابت ہے، اسے اس کے خلاف جانا جائز نہیں، ثبوت حجت کے بعد اگر وہ اس کے خلاف راستہ اختیار کرتا ہے تو وہ اللہ عزوجل کا منکر ہے۔

اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا:

صفوا الله بما وصف به نفسه وانفوا عن الله ما نفاه عن نفسه ۔ (مناقب الامام احمد لابن الجوزی:۲۲۱)

اللہ نے خود کو جس وصف سے متصف کیا ہے اسی سے اللہ کو متصف کرو اور خود سے جس کی نفی کی ہے اللہ سے اس کی نفی کرو۔

اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

لا یوصف اللہ تعالی بصفات المخلوقین وغضبه ورضاه من صفاته بلا کیف وهو قول جماعة أهل السنة والجماعة ونصفه کما وصف نفسه ۔ (الفقہ الأبسط:۵٦)

اللہ تعالی مخلوق کی صفات سے متصف نہیں کیا جائے گا اس کا غضب اور اس کی رضا اس کی صفات میں سے ہیں بلا کیف کے، یہی اہل سنت والجماعت کا قول ہے ہم اسے ایسے ہی متصف کرتے ہیں جیسے اس نے خود کو متصف کیا ہے۔

اور نعیم بن حماد شیخ البخاری نے فرمایا:

من شبه اللہ بشیء من خلقه فقد کفر، ومن انکر ما وصف الله به نفسه فقد کفر، فلیس ما وصف الله به نفسه تشبیها ۔ (اللالکائی:۲/۵۳۲)

جس نے اللہ کو اس کی مخلوق میں سے کسی چیز سے تشبیہ دی اس نے کفر کیا اور جس نے ایسی چیز کا انکار کیا جس سے اللہ نے خود کو متصف کیا ہے تو

اس نے کفر کیا، اللہ نے خود کو جس سے متصف کیا ہے اور اس کے رسول نے متصف کیا ہے وہ تشبیہ نہیں ہے۔

۳- اللہ تعالی کی بعض صفات کا ذکر:

اللہ تعالی کی صفات اعلی واکمل واجل ہیں ان میں کسی طرح کا کوئی نقص نہیں وہ بہت ہیں ان میں سے چند کا ذکر ذیل میں کیا جار ہا ہے:

أ ــ حیات: اللہ تعالی نے فرمایا:

اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۔ (البقرۃ:۲۵۵)

اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ زندہ ہے، سب کو قائم رکھنے والا ہے۔

ب ــ علم: اللہ تعالی نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْئٍ عَلِيْمٌ ۔ (التوبۃ:۱۱۵)

بیشک اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

ج ــ قدرت: اللہ تعالی نے فرمایا:

وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ۔ (الحشر:٦)

اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

د ــ سمع، بصر: اللہ تعالی نے فرمایا:

لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۔ (الشوریٰ:۱۱)

اس کے مثل کوئی نہیں وہ سننے والا دیکھنے والا ہے،

ھ — کلام: اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوسٰى تَكْلِيمًا۔ (النساء:۱۶۴)

اور اللہ نے موسیٰ سے کلام فرمایا۔

و — ارادہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ ۔ (البروج:۱۶)

جو چاہے کرنے والا ہے۔

ز — استواء: اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ۔(طٰہٰ:۵)

جو رحمٰن ہے، عرش پر قائم ہے۔

ح — دو ہاتھ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ۔ (ص:۷۵)

تجھ کو کس چیز نے روکا کہ تو اسے سجدہ کرے جسے میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے پیدا کیا۔

ط — علو: اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ءَاَمِنْتُمْ مَنْ فِى السَّمَاءِ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمُ الْاَرْضَ ۔ (الملک:۱۶)

کیا تم اس اللہ سے بے خوف ہو جو آسمان میں ہے کہ تمہیں زمین میں دھنسا دے۔

ی — وجہ (چہرہ): اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ۔ (الرحمٰن: ۲۷)

اور تیرے رب کا چہرہ باقی رہے گا جو عزت اور بزرگی والا ہے۔

ک — اترنا: نبی ﷺ نے فرمایا:

ینزل ربنا تبارك وتعالى كل ليلة إلى السماء الدنيا حين يبقى ثلث الليل الأخير فيقول من يدعوني فأستجيب له؟ من يسألني فأعطيه؟ من يستغفرني فاغفرله ۔ (بخاری: ۲/۴۷، مسلم: ۴/۵۲۱)

ہمارا رب تبارک وتعالیٰ ہر رات آسمان دنیا کی طرف نازل ہوتا ہے جب آخری تہائی رات باقی رہتی ہے اور فرماتا ہے کون مجھے پکارتا ہے کہ میں اس کی دعا قبول کروں کون مجھ سے مانگتا ہے کہ میں اسے دوں، کون مجھ سے مغفرت طلب کرتا ہے کہ میں اسے معاف کردوں۔

۴ - اللہ تعالیٰ کے اسماءِ حسنیٰ

اللہ تعالیٰ کے اسماءِ حسنیٰ معین تعداد میں محصور نہیں ہیں، بلکہ یہ بہت زیادہ ہیں، ان میں سے بعض کی خبر اللہ تعالیٰ نے ہمیں دی ہے اور کچھ کا علم اپنے لئے خاص کر رکھا ہے، حدیث میں آیا ہے:

أسألك بكل إسم هو لك سميت به نفسك أو انزلته في كتابك أو علمته أحدا من خلقك أو استأثرت به في علم

الغيب عندك ان تجعل القرآن العظيم ربيع قلبی ونور صدری وجلاء حزنی وذهاب همی وغمی . (احمد:۱/۳۹۱،۴۵۲ بسند صحیح)

میں تیرے ہر نام کے ذریعہ تجھ سے سوال کرتا ہوں جس سے تو نے خود کو موسوم کیا ہے یا اپنی کتاب میں اسے نازل کیا ہے یا اپنی مخلوق میں سے کسی کو سکھلایا ہے یا اپنے علم غیب میں اسے خاص رکھا ہے یہ کہ قرآن عظیم کو میرے دل کی بہار اور میرے سینے کا نور اور میرے رنج وملال کی کشائش اور میرے ہم وغم کا ختم کرنے والا بنا دے۔

اسماء کو جاننے کے لئے ہمارا واحد مصدر شرعی نصوص ہیں، اس بنیاد پر یہ جائز نہیں ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کو کوئی ایسا نام دیں جو کتاب اللہ اور صحیح سنت میں نہ آیا ہو۔

یہ جان لینا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ہر اسم سے اللہ عزوجل کے لئے صفت نکلتی ہے پس الرحمٰن سے صفت رحمت اور العزیز سے صفت عزت اخذ کی جاتی ہے یہی حال دوسرے اسماء کا ہے۔

۵: اللہ کے بعض اسماء حسنیٰ کا ذکر:

اللہ تعالیٰ کے بعض ناموں کا ذکر اللہ کے اس قول میں آیا ہے:

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ، هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ

السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ، هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى يُسَبِّحُ لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۔ (الحشر:۲۲-۲۴)

وہ اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، چھپے کھلے کا جاننے والا مہربان اور رحم کرنے والا وہ اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ سارے جہانوں کا بادشاہ ہے، بہت پاک، سلامتی والا، امن دینے والا، نگہبان، غالب، زبردست، بڑائی والا، مشرکوں کے شرک سے پاکی والا ہے وہ اللہ ہے، پیدا کرنے والا، درست کرنے والا، صورتیں بنانے والا، بہترین نام اسی کے لئے ہیں۔ آسمان و زمین کی کل چیزیں اس کی پاکی بیان کرتی ہیں وہ غالب حکمت والا ہے۔

۶ - اللہ تعالی کے اسماء وصفات پر ایمان کا اثر:

اللہ تعالی کے اسماء وصفات پر ایمان کے عظیم اثرات مسلمان پر پڑتے ہیں، وہ جب اللہ کے اسماء وصفات سے واقف ہوتا ہے تو اس سے اس کے رب اور معبود کے متعلق اس کے علم میں اضافہ ہوتا ہے وہ ان اسماء حسنی سے اسے پکارتا ہے وہ ان کے معانی اور ان سے ماخوذ صفات جلال و کمال میں تدبر کرتا ہے اور ان سے اللہ کا تقرب حاصل کرتا ہے، اسی طرح اس کے اعمال اور اس کی پوری زندگی پر اس کے اثرات پڑتے ہیں۔

مثال کے طور پر صفت علم سے مسلمان میں اللہ کی نگرانی کا خوف، اس سے حیاء، اس سے انس اور راحت وطمانیت پیدا ہوتی ہے۔

اور صفت قدرت سے اس میں اللہ کا خوف اس کے وعدہ پر بھروسہ اور اس کی شان کی تعظیم پیدا ہوتی ہے۔

اور صفت رحمت سے اس میں اپنے مولیٰ سے امید، قبولیت توبہ اور دخول جنت کی امید پیدا ہوتی ہے۔

اور صفت سمع وبصر سے اس میں معصیت سے دوری اطاعت پر توجہ اور مخلوق کے ساتھ احسان کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

اور صفت حفظ سے اس میں اقدام، اللہ پر توکل واعتماد اور ثبات ویقین کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

اور صفت غنا ورزق سے اس میں اللہ تعالی کے پاس جو ہے اس کی طمع اور لوگوں کے پاس جو ہے اس سے بے رغبتی پیدا ہوتی ہے۔

اور صفت جبروت، ملکوت اور کبریاء وعظمت سے اس میں خالق کی تعظیم وتکبیر اور مخلوق کی عظمت وکبریا وجبروت کی تحقیر اور اللہ تعالی کے مقابل ان کو کم تر سمجھنے کے اثرات پید ہوتے ہیں۔

یہی حال اللہ تعالی کے بقیہ اسماء حسنی اور صفات علیا کا ہے وہ مومن کے اندر اس کی پوری زندگی پر نمایاں ہونے والے اللہ کے لئے تقرب وخشوع کے اثرات پیدا کرتے ہیں۔

مشق

۱-توحیداسماءوصفات سے کیامراد ہے؟ دلیل کے ساتھ لکھو

۲-نصوص صفات کے متعلق کیاواجب ہے؟

۳-درج ذیل نصوص سے اللہ کی بعض صفات ذکر کرو

۱-اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ

۲-اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَيَبْقَى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالإِكْرَامِ

۳-اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اَللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ

۴-اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

۵-اللہ تعالیٰ نے فرمایا: لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ

۶-اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى

۷-اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ

۸-اللہ تعالیٰ نے فرمایا: إِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ

۹-اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا

۱۰-اللہ تعالیٰ نے فرمایا: أَأَمِنْتُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ أَنْ يَّخْسِفَ بِكُمُ الْأَرْضَ

۴-اسماء حسنیٰ کی معرفت کا مصدر کیا ہے؟ کیا اسماء محدود و متعین تعداد میں محصور ہیں؟

۵-اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات پر ایمان کا کیا اثر ہے؟

عبادت

۱- اس کی تعریف:

اسلام میں عبادت کا بڑا وسیع مفہوم ہے، جو محرف ادیان و مذاہب اور فاسد اغراض والوں کے مفہوم عبادت سے مختلف ہے

اسلام میں عبادت ایسے تمام اقوال اور ظاہری و باطنی اعمال کا جامع نام ہے جنہیں اللہ محبوب رکھتا اور پسند کرتا ہے۔

ظاہری اقوال و اعمال جیسے شہادتین کا پڑھنا، نماز، زکاۃ، روزہ، حج، جہاد فی سبیل اللہ، امر بالمعروف، نہی عن المنکر، مصیبت زدہ کی مدد، مظلوم کا تعاون اور دعوت اِلی اللہ وغیرہ۔

باطنی اعمال جیسے اللہ ''اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں، یوم آخر، تقدیر کی برائی بھلائی پر ایمان لانا، اللہ سے ڈرنا، اس کا خوف رکھنا، اس سے امید رکھنا، اس پر توکل واعتماد کرنا، اس سے مدد طلب کرنا، اللہ کے لئے محبت اور بغض رکھنا اور اس کے لئے دوستی اور دشمنی رکھنا وغیرہ۔

پس اسلام میں عبادت شریعت کے مطابق ان تمام اقوال و افعال پر مشتمل ہے جن سے بندہ اپنے رب سے تقرب حاصل کرے، اللہ تعالی نے فرمایا:

قُلْ إِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۔ (الانعام:۱۶۲)

کہو کہ میری نماز اور میری ساری عبادتیں اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کے لئے ہیں، جو سارے جہان کا پروردگار ہے۔

۲۔عمل کی قبولیت کے شروط:

مسلمان کی کوئی عبادت اور عمل دو شرطوں سے قبول کیا جائے گا:

اس میں اللہ کے لئے اخلاص ہو جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا:﴿اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ﴾ (الزمر:۳) خالص عبادت اللہ ہی کے لئے ہے۔

صحیح حدیث میں ہے:"انما الاعمال بالنیات" (بخاری:۱/۲، مسلم:۲/۱۵۱۵) اعمال کا دارو مدار نیت پر ہے۔

۲ - یہ عمل سنت اور شریعت کے موافق ہو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"من احدث فی أمرنا هذا ما لیس منه فهو رد" (بخاری:۳/۱۶۷، مسلم:۳/۱۳۴۳) جس نے ہمارے اس دین میں نئی بات نکالی جس کا اس سے تعلق نہیں تو وہ مردود ہے۔

مسلم کی ایک روایت میں ہے:

"من عمل عملا لیس علیه أمرنا فهور رد" (مسلم:۳/۱۳۴۳) جس نے کوئی ایسا کام کیا جس پر ہمارا حکم نہیں ہے تو وہ مردود ہے۔

ایک اللہ کی عبادت کا وجوب:

ہر شخص پر واجب ہے کہ عبادت کے تمام انواع صرف ایک اللہ کے لئے ادا کرے، ان میں سے کچھ بھی غیر اللہ کے لئے انجام نہ دے نہ مقرب فرشتہ کے لئے نہ نبی مرسل نہ ولی اور نہ ان کے ماسوا کے لئے ، بلکہ اس پر لازم ہے کہ اپنی کل اطاعت اور تمام عبادت اللہ کے لئے خالص کر دے، اسی لئے قرآن کا پہلا حکم اللہ سبحانہ وتعالی کی عبادت کا حکم ہے، اللہ تعالی نے فرمایا ہے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۔ (البقرۃ:۲۱)

لوگو! اپنے پروردگار کی عبادت کرو جس نے تم کو پیدا کیا اور تم سے پہلے لوگوں کو تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ۔

اور ہر نبی نے اپنی قوم سے یہی کہا ہے:

اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلٰهٍ غَيْرُهُ ۔ (المؤمنون:۲۳)

اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود برحق نہیں۔

پس ایک اللہ کی عبادت کرنا رسولوں کی دعوت کی اساس ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا:

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ ۔ (الانبیاء:۲۵)

اور ہم نے تم سے پہلے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اس پر یہی وحی بھیجتے رہے کہ میرے سوا کوئی معبود برحق نہیں پس میری ہی عبادت کرو۔

بلکہ اللہ تعالی کی عبادت تمام جن وانس کی تخلیق کا مقصد اصلی ہے جیسا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا ہے:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ ۔ (الذاريات: ۵٦)

میں نے جن اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔

مشق

۱-عبادت کی تعریف کرو

۲-اسلام میں عبادت کن چیزوں کو شامل ہے؟ دلیل کے ساتھ بیان کرو

۳-عمل کی قبولیت کے شروط کیا ہیں؟ دلیل کے ساتھ بیان کرو

۴-صرف ایک اللہ کی عبادت رسولوں کی دعوت کی اساس ہے، اس کی دلیل بیان کرو۔

عبادت کے بعض انواع

۱- دعاء اور فریاد

عبادت کے انواع میں سے دعاء ہے یعنی رغبت، خوف، محبت، عاجزی اور تعظیم کے ساتھ طلب کرنا۔

دعاء کے دو انواع ہیں:

۱- دعاءِ عبادت　　　۲- دعاءِ سوال

دعاءِ عبادت:

یعنی اللہ تعالی کے اوامر کو اس کی رضا کے حصول کی بنیاد پر اس کے ثواب کی امید اور اس کے عقاب سے نجات کے لئے انجام دینا جیسے نماز اور روزہ وغیرہ یہ زبان حال کی دعاء ہے۔

اور دعاءِ سوال:

یعنی ایسی چیز کا طلب کرنا جو دعاء کرنے والے کے لئے نافع ہو جیسے: حصول نفع اور تکلیف وضرر کی دوری

دونوں دعائیں لازم وملزوم ہیں: ہر دعا عبادت دعاءِ سوال کو لازم ہے، اسی طرح ہر دعاءِ سوال دعاءِ عبارت کو شامل ہے۔

اور استغاثہ: طلب الغوث، یعنی مشکل کشائی کی طلب، یہ کسی مصیبت

زدہ کی طرف سے ہوتی ہے۔

اور استعانۃ: طلب العون، مدد طلب کرنا استغاثہ سے عام ہے علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ جو شخص غیر اللہ سے کسی ایسی چیز کے لئے جس پر اللہ کے سوا کوئی اور قادر نہیں دعاء یا استغاثہ کرے تو وہ مشرک ہے اگر چہ اس نے لا إلہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار کیا ہو، نماز پڑھتا ہو، روزہ رکھتا ہو اور حج کیا ہو، اس لئے کہ شہادتین کے اقرار کے ساتھ اسلام کی شرط یہ ہے کہ ایک اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرے، لہذا جس نے شہادتین کا اقرار کیا اور غیر اللہ کی عبادت کی تو حقیقۃ اس نے ان کا اقرار نہ کیا، اس لئے کہ غیر اللہ کو پکارنا اصل توحید کی ضد اور اس کے بالکل منافی ہے۔

غیر اللہ سے دعا اور اس سے ایسی چیز کا سوال جس پر اللہ تعالی ہی قادر ہے عبادت ہے خواہ شفاعت کے لئے طلب ہو یا حصول نفع کے لئے یا دفع ضرر وغیرہ کے لئے، اللہ عز وجل نے فرمایا:

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْ أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ ۔ (غافر:٦٠)

اور تمہارے رب نے فرمایا مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا قبول کروں گا، بیشک جو لوگ میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں وہ جلد جہنم میں ذلیل ہو کر داخل ہوں گے۔

نیز ارشاد ہے:

وَاَنَّ الْمَسَاجِدِ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ۔ (الجن:۱۸)

اور مسجدیں اللہ ہی کی عبادت کے لئے ہیں تو اللہ کے ساتھ کسی اور کو مت پکارو۔

اور حدیث صحیح میں ہے:

الدعاء هو العبادة ۔ (ترمذی:۳/۱۰۱)

دعا ہی عبادت ہے۔

پس دعا عظیم ترین عبادت میں سے ہے، اور دعاء میں شرک دیگر انواع عبادت میں شرک سے بڑا شرک ہے، بلکہ دعا میں شرک ان مشرکین کا سب سے بڑا شرک ہے جن کی طرف رسول اللہ ﷺ مبعوث کئے گئے، یہ لوگ انبیاء صالحین اور ملائکہ کو پکارتے، ان سے تقرب کرتے تاکہ اللہ کے پاس ان کے لئے شفاعت کریں، اسی لئے مشکلات میں اللہ کے لئے اخلاص برتتے اور جنہیں شریک ٹھہراتے ان کو بھول جاتے۔

اللہ تعالی نے بہت سی آیات میں غیر اللہ سے دعاء میں ان کے شرک کا انکار کیا ہے، ارشاد فرمایا:

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَدْعُو مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَا يَسْتَجِيْبُ لَهٗ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَائِهِمْ غَافِلُوْنَ ، وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَاءً وَكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كَافِرِيْنَ ۔ (الاحقاف:۵،۶)

اور اس سے بڑھ کر گمراہ کون ہوگا جو اللہ کے سوا ایسوں کو پکارے جو

قیامت تک اس کی پکار کا جواب نہ دیں گے اور وہ ان کی پکار سے غافل ہیں، اور جب لوگوں کا حشر ہوگا تو وہ معبود ان کے دشمن ہو جائیں گے اور ان کی عبادت کا انکار کریں گے۔

نیز ارشاد ہے:

قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۔ (المائدہ:٧٦)

آپ کہہ دیجئے کہ کیا تم اللہ کے سوا ان کی عبادت کرتے ہو جو نہ تمہارے کسی نقصان کے مالک ہیں نہ کسی نفع کے، اللہ ہی خوب سننے اور پوری طرح جاننے والا ہے۔

جو تمہارے نقصان اور نفع کا اختیار نہیں رکھتے اور اللہ ہی سننے والا جاننے والا ہے۔

نیز ارشاد ہے:

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوَاتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَالَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَالَهٗ مِنْهُمْ مِنْ ظَهِيْرٍ ۔ (سبا:٢٢)

کہو کہ تم انہیں پکارو جن کو اللہ کے سوا معبود سمجھتے ہو، وہ تو ایک ذرہ برابر اختیار نہیں رکھتے، نہ آسمان میں اور نہ زمین میں اور نہ آسمان و زمین میں ان کا کوئی ساجھا ہے اور نہ ان میں سے کوئی اللہ کا مددگار ہے۔

نیز ارشاد ہے:

أَيُشْرِكُونَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ وَلَا يَسْتَطِيعُونَ لَهُمْ نَصْرًا وَلَا أَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُونَ. (الاعراف: ۱۹۱، ۱۹۲)

کیا یہ لوگ ان کو اللہ کا شریک ٹھہراتے ہیں جو کچھ نہیں پیدا کرتے بلکہ خود اللہ کے پیدا کیئے ہوئے ہیں اور نہ وہ ان لوگوں کی مدد کی طاقت رکھتے ہیں اور نہ اپنی مدد کرتے ہیں۔

اس آیت میں ان مشرکین کو توبیخ کی گئی ہے جو ملائکہ، انبیاء، صالحین اور اصنام جیسے غیر اللہ کو پکارتے ہیں، اس لئے کہ ان مخلوقات میں ایسے اوصاف نہیں ہیں جن کی بنا پر وہ عبادت کی مستحق ہوں مثلا پیدا کرنا، روزی دینا، اپنی مدد کرنا یا دوسروں کی، اس کے ساتھ ہی وہ خود مخلوق ہیں، اور جس کی یہ صفت ہو وہ انتہائی عاجز ہے پھر وہ اِلٰہ معبود کیسے ہوسکتا ہے؟

اللہ تعالی نے فرمایا:

وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ مِنْ قِطْمِيرٍ، إِنْ تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا دُعَاءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوا مَا اسْتَجَابُوا لَكُمْ، وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُونَ بِشِرْكِكُمْ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيرٍ. (فاطر: ۱۳، ۱۴)

اور جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو انہیں کھجور کی گٹھلی کے چھلکے برابر بھی اختیار نہیں ہے، اگر تم ان کو پکارو تو وہ تمہاری پکار کو نہیں سنیں گے اور اگر سن

بھی لیں تو تمہیں جواب نہیں دیں گے اور قیامت کے دن وہ تمہارے شرک کا انکار کریں گے اور تم کو خبر رکھنے والے اللہ کی طرح کوئی خبر نہ دے گا۔

نیز ارشاد ہے:

اَمَنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الأَرْضِ أ إِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۔ (النمل:٦٢)

پریشان حال جب اسے پکارتا ہے تو کون اس کی دعا قبول کرتا ہے اور تکلیف دور کرتا ہے اور تمہیں زمین میں ایک دوسرے کا جانشین بناتا ہے، کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے۔

اس میں اللہ سبحانہ نے ذکر فرمایا کہ مضطرب کی پکار سننے اور مشکل کشائی کرنے میں وہ اکیلا ہے اور بھلائی پہونچانے کی تنہا قدرت رکھنے والا ہے، لہذا جس شخص نے اعتقاد رکھا کہ مشکل کشائی، اور جلب منفعت میں غیر اللہ کو بھی تاثیر حاصل ہے خواہ وہ انبیاء ہوں یا اولیاء یا ان کے علاوہ اور دوسرے لوگ تو یقیناً وہ بت پرستوں جیسے شرک میں واقع ہوگیا۔

اللہ عزوجل نے اپنے نبی کریم ﷺ کو اس بات سے منع فرمایا ہے کہ وہ غیر اللہ کو پکاریں اس لئے کہ نفع وضرر کا مالک صرف اللہ سبحانہ وتعالی ہی ہے، اللہ عزوجل نے فرمایا:

وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ فَإِنْ فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ وَإِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا

كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ۔ (یونس:۱۰۶،۱۰۷)

اور اللہ کے سوا ان کو مت پکار جو نہ تمہیں نفع دے سکتے ہیں اور نہ نقصان، اگر تم نے ایسا کیا تو بے شک تم بھی ظالموں میں سے ہوگے، اور اگر اللہ تم کو کوئی تکلیف پہونچائے تو اسے اس کے سوا کوئی اور دور کرنے والا نہیں ہے۔

مخلوق سے استغاثہ کب جائز ہے:

مخلوق سے استغاثہ حسی امور کے ظاہر عادی اسباب میں تین شروط کے ساتھ جائز ہے:

۱۔ جس سے استغاثہ کیا جائے وہ زندہ ہو

۲۔ جس سے استغاثہ کیا جائے وہ قادر ہو

۳۔ جس سے استغاثہ کیا جائے وہ موجود ہو

اس کی دلیل اللہ تعالی کا یہ قول ہے:

فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِیْ مِنْ شِیْعَتِهٖ عَلَی الَّذِیْ مِنْ عَدُوِّهٖ ۔ (القصص:۱۵)

پھر جو موسیٰ کی قوم سے تھا اس نے موسیٰ سے اس کے مقابل مدد چاہی جو اس کے دشمن گروہ میں سے تھا یہی حال، استعانت، دعا، طلب نصرت وغیرہ کا ہے۔

مشق

١- دعاء عبادت اور دعاء سوال میں کیا فرق ہے؟

٢- اللہ تعالی نے فرمایا ہے:

اَيُشْرِكُوْنَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُوْنَ وَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ لَهُمْ نَصْرًا وَلَا أَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ۔

اس آیت میں ان مشرکین کی توبیخ کی گئی ہے جو ملائکہ، انبیاء، صالحین اور اصنام جیسے غیر اللہ کو پکارتے ہیں، ایسا کیوں ہے؟

٣- مخلوق سے استغاثہ کب جائز ہے؟

۲ خوف، خشیت اور رہبت:

اللہ تعالی سے خوف دین کے افضل وعظیم مقامات میں سے ہے
اللہ تعالی نے اپنی کتاب میں ملائکہ، انبیاء، اور صالحین جیسے خالص بندوں کے متعلق ذکر فرمایا کہ یہ لوگ اللہ تعالی کے لئے اپنے خوف وخشیت اور رہبت کو خالص کرتے ہیں اللہ تعالی نے فرمایا:

يَـخَـافُوْنَ رَبَّهُمْ مِنْ فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ۔ (النحل: ۵۰)

اور اپنے رب سے جو ان کے اوپر ہے ڈرتے ہیں اور جو حکم ہوتا ہے وہ بجالاتے ہیں۔

نیز ارشاد ہے:

وَهُمْ مِنْ خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ ۔ (الانبیاء:۲۸)

وہ اس کے رعب وجلال سے ڈرنے والے ہیں۔

صرف اللہ جل وعلا کے لئے اسے خالص کرنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

فَلَا تَـخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ ۔ (المائدہ:۴۴) تو لوگوں سے مت ڈرو اور مجھ سے ڈرو نیز ارشاد ہے:

وَاِيَّایَ فَارْهَبُوْنَ ۔ (البقرۃ:۴۰)

اور صرف مجھ سے ڈرو۔

رہبت اور خشیت دونوں خوف کے قریب المعنی ہیں:

رہبت :   ایسا خوف ہے جو بھاگنے کا نتیجہ دے، یعنی ایسا خوف جس کے ساتھ عمل بھی ملا ہوا ہے۔

خشیت: یعنی جس سے ڈرا جائے اس کی عظمت اور کمال اقتدار کے علم پر مبنی خوف۔

خوف کے اقسام

خوف کے چار اقسام ہیں:

۱-خوف سر: وہ خوف جس کے ساتھ عاجزی، تابعداری اور محبت ہو، یعنی غیر اللہ سے ایسی چیز کے متعلق خوف کرے جس پر اللہ کے سوا کوئی اور قادر نہیں جیسے غیر سے یہ خوف کرے کہ اسے مرض اور فقر یا قتل وغیرہ میں مبتلا کر سکتا ہے۔

اس خوف کا تعلق غیر اللہ سے اصلا جائز نہیں اس لئے کہ یہ الوہیت کے لوازم میں سے ہے، لہذا جس نے اللہ کے ساتھ اس کا شریک ٹھہرا کر اس سے اس طرح کا خوف کیا تو وہ مشرک ہے۔

یہی وہ خوف ہے جس کا اعتقاد مشرکین اپنے بتوں اور معبودوں کے متعلق کرتے تھے، اللہ تعالی نے فرمایا:

وَيُخَوِّفُوْنَكَ بِالَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهِ ۔ (الزمر:٣٦)

اور یہ لوگ تم کو اللہ کے سوا دوسروں سے ڈراتے ہیں۔

آج قبر پرستوں میں خوف کی یہی قسم پائی جارہی ہے، یہ لوگ صالحین بلکہ معبودان باطلہ سے اللہ کی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ ڈرتے ہیں۔

۲- انسان پر جو جہاد اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر واجب ہے اسے بغیر عذر کے لوگوں کے خوف سے چھوڑ دے، یہ حرام ہے، اللہ تعالی نے فرمایا:

إِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطَانُ يُخَوِّفُ أَوْلِيَاءَهُ فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُونِ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۔ (آل عمران:۱۷۵)

یہ شیطان ہے تم کو اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے، تو تم اس سے مت ڈرو اور مجھ سے ڈرو اگر مومن ہو۔

۳- اللہ کی وعید کا خوف جو اس نے نافرمانوں کو سنائی ہے، اسی کے متعلق اللہ تعالی نے فرمایا:

ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِي وَخَافَ وَعِيدِ ۔ (ابراہیم:۱۴)

یہ انعام اس کے لئے ہے جو میرے سامنے -حساب کے لئے- کھڑے ہونے سے ڈرے اور میرے عذاب کا خوف رکھے۔

نیز ارشاد ہے:

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّتَانِ ۔ (الرحمٰن:۴۶)

اور جو کوئی اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرے اس کو دو

باغ ملیں گے۔

یہ خوف ایمان کے اعلیٰ مراتب میں سے ہے۔

اور خوف عبادت کی دو قسمیں ہیں:

۱- خوف محمود: یعنی جس کے ساتھ اللہ کی رحمت سے ناامیدی شامل نہ ہو۔

۲- خوف مذموم: یعنی جس کے ساتھ اللہ کی رحمت سے ناامیدی شامل ہو۔

۴- خوف طبعی: ایسا خوف جس کے ساتھ عاجزی اور تابعداری نہیں ہوتی جیسے دشمن، درندے، دیوار گرنے اور ڈوبنے وغیرہ کا خوف، اس کی مذمت نہیں کی جاتی ہے اسی کا ذکر اللہ نے موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کے متعلق کیا ہے:

فَخَرَجَ مِنْهَا خَائِفًا يَتَرَقَّبُ ۔ (القصص:۲۱)

پس موسیٰ اس شہر سے ڈرتا ہوا خبر لیتا ہوا نکلا۔

۳- امید اور رغبت

ایسی امید جو عاجزی اور تابع داری کو شامل ہو عبادت ہے غیر اللہ کے لئے اسے وابستہ کرنا شرک ہے، مسلمان پر واجب ہے کہ اللہ کے فضل ورحمت کی امید کرے، اپنے مولیٰ کے لئے اپنی امید کو خالص کرے، اپنے رب کے ساتھ حسن ظن رکھے، اور جس چیز کو اللہ محبوب رکھتا ہے اس میں اس

کی طرف رغبت کرے۔

اللہ عزوجل نے فرمایا:

فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْ لِقَاءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا۔ (الکھف:۱۱۰)

پس جو کوئی اپنے رب سے ملاقات کی امید رکھتا ہے اسے چاہئے کہ اچھے عمل کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔

لہذا جو شخص کسی مخلوق سے ایسی چیز کے لئے امید رکھے جس پر اللہ تعالی کے علاوہ کوئی قادر نہیں، جیسے اموات وغیرہ کو ان کی طرف سے مطلوب کے حصول کی امید رکھتے ہوئے پکارے تو یہ شرک اکبر ہے، اللہ تعالی نے فرمایا ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ۔ (البقرۃ:۲۱۸)

جو لوگ ایمان لائے اور (وطن سے) ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا یہ لوگ اللہ کی رحمت کے امیدوار ہیں۔

سچی امید:

سچی امید میں تین چیزیں جمع ہوتی ہیں:

أ ـ جس چیز کی امید رکھتا ہے اس سے محبت

ب ـ اس کے فوت ہونے کا ڈر

ج ـ امکان کی حد تک اپنے مطلوب کے حصول کی کوشش

پس رجاء محمود اس شخص کی امید ہے جو اللہ کی اطاعت کا کام کرے اس کے ثواب کی امید رکھے، اللہ کی نافرمانی چھوڑ دے اور اسے چھوڑ دینے کے ثواب کی امید رکھے یہ عمل کے ساتھ امید ہے۔

اور رجاء مذموم ایسی امید ہے جس کے ساتھ کوئی عمل نہیں نہ امید والی چیز کے حصول کے اسباب کا اختیار کرنا ہے بلکہ اس کے ساتھ اللہ کی تدبیر سے بے خوفی ہے

خوف اور امید کو جمع کرنا:

مسلمان کے لئے بہتر ہے کہ خوف اور امید اور رغبت اور رہبت کو جمع کرے، لہذا وہ اللہ سے ایسا خوف رکھے جو اسے معصیت سے روکے رکھے اور اللہ کی رحمت سے مایوسی کا شکار نہ ہونے دے اور اللہ سے ایسی امید رکھے جو اطاعت ، اللہ کے ساتھ حسن ظن اور اس کی رحمت کی امید پر ابھارے، اور اللہ کی سزا سے بے خوف نہ کردے، اللہ عزوجل نے فرمایا:

إِنَّهُمْ كَانُوا يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُونَنَا رَغَبًا وَرَهَبًا وَكَانُوا لَنَا خَاشِعِينَ ۔ (الانبیاء:۹۰)

یہ سب نیک کاموں میں جلدی کرتے تھے اور ہم کو امید اور ڈر سے

پکارتے تھے اور ہمارے لئے عاجزی کرنے والے تھے۔

نیز ارشاد ہے:

أُولٰـئِكَ الَّـذِيْنَ يَدْعُوْنِ يَبْتَغُوْنَ إِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْـرَبُ وَيَـرْجُـوْنَ رَحْـمَتَـهُ وَيَخَـافُوْنَ عَذَابَهُ إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا۔ (الاسراء:۵۷)

جن لوگوں کو یہ مشرک پکارتے ہیں وہ خود اپنے رب کی طرف وسیلہ تلاش کرتے ہیں کہ کون اللہ کے زیادہ قریب ہوتا ہے اور اس کی رحمت کی امید رکھتے ہیں، اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں بے شک تیرے رب کا عذاب ڈرنے ہی کی چیز ہے۔

مشق

۱- رہبت اور خشیت خوف کے معنی سے قریب ہیں اس کی وضاحت کرو

۲- خوف کے اقسام استدلال کے ساتھ لکھو

۳- مسلمان کے لئے بہتر ہے کہ خوف اور رجاء کو اکٹھا کرے، ایسا کیوں ہے؟

۴- محبت

اللہ سبحانہ کی محبت دین اسلام کی اصل ہے، اس کے نہ ہونے سے عبادت صحیح نہیں ہوگی، محبت کے کمال سے ایمان کامل ہوتا ہے اور محبت کی کمی سے انسان کی توحید میں نقص پیدا ہوتا ہے۔

اللہ تعالی نے فرمایا ہے:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰهِ ۔ (البقرۃ:۱۶۵)

لوگوں میں بعض ایسے بھی ہیں جو اللہ کا شریک دوسروں کو بھی بناتے ہیں اور اللہ کے برابر ان سے محبت کرتے ہیں اور جو لوگ ایمان والے ہیں وہ اللہ کی محبت سب سے زیادہ رکھتے ہیں۔

محبت کے اقسام:

محبت کی دو قسمیں ہیں:

۱-مشترک ۲-خاص

۱- محبت مشترک کے تین انواع ہیں:

۱-طبعی محبت جیسے بھوکے کو کھانے اور پیاسے کو پانی کی چاہت۔

۲-محبت انس والفت: یہ کسی صنعت، علم، مصاحبت، تجارت یا سفر میں شرکت رکھنے والوں کی محبت ہوتی ہے یا جیسے بھائیوں کی ایک دوسرے

سے محبت ہوتی ہے۔

۳-محبت رحمت وشفقت جیسے والد کو اپنے بچے سے محبت۔

یہ تینوں قسمیں تعظیم نہیں چاہتیں، یہ انسانوں کے درمیان درست ہیں اوران میں ان کا وجود اللہ کی محبت میں شرک نہیں ہوگا۔

۲- محبت خاص

یہ اللہ کے سوا کسی کے لئے درست نہیں، بندہ جب یہ محبت غیر اللہ سے رکھے گا تو ایسا شرک ہوگا جسے اللہ کبھی معاف نہ کرے گا، یہ عبودیت کی محبت ہے جو عاجزی تابعداری، تعظیم اور کمال اطاعت اور غیر پر اسے ترجیح دینے کو لازم ہے یہ وہی محبت ہے کہ مشرکین نے اس میں اللہ اور اپنے معبودوں کو برابر کر دیا جیسا کہ سابقہ آیت میں مذکور ہے۔

بندے کی اپنے رب سے محبت کی علامت

بندے کی اپنے رب سے محبت کی متعدد علامات ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:

۱-اللہ جن اعمال کو محبوب رکھتا ہے اسے نفسانی شہوات ولذات اور مال واولاد اور وطن کی محبت پر مقدم کرنا۔

۲- رسول اللہ ﷺ کے حکموں کی بجا آوری اور نواہی سے پرہیز کرکے اور آپ کی سنتوں کو مضبوطی سے پکڑ کر آپ کی اتباع کرنا، بعض

سلف نے کہا کہ:

إدّعى قوم محبة الله فأنزل الله تعالى اٰية المحبة :

ایک قوم نے اللہ سے محبت کا دعوی کیا تو اللہ نے آیت محبت نازل فرمائی:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۔ (آل عمران:۳۱)

کہو کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور اللہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

۳- جسے اللہ تعالی نے اپنے اس قول میں ذکر فرمایا ہے:

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِيْنَ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَائِمٍ ۔ (المائدہ:۵۴)

مسلمانو! جوکوئی تم میں سے اپنے دین سے پھر جائے گا تو اللہ ایسے لوگوں کو لائے گا جن سے اللہ محبت کرے گا اور وہ اللہ سے محبت کریں گے، مومنوں پر نرم کافروں پر سخت ہوں گے اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔

اللہ کی محبت حاصل کرنے کے اسباب:

۱-قرآن کو تدبر اور اس کے معانی اور مقصود کو سمجھ کر پڑھنا

۲-فرائض کے بعد نوافل کی ادائیگی

۳-دل، زبان اور عمل سے ہر حال میں اللہ تعالی کا دوام ذکر

۴-اللہ جس چیز کو محبوب رکھتا ہے اسے بندے کی محبت پر مقدم رکھنا

۵-اللہ کے اسماء وصفات اور جس کمال وجلال پر ان کی دلالت ہوتی ہے ان میں غور وفکر

۶-اللہ کی ظاہری وباطنی نعمتوں میں غور وفکر اور بندوں پر اس کے احسان کا مشاہدہ

۷-اللہ کے سامنے دل کا انکسار اور اس کی طرف اس کا احتیاج

۸-رات کے آخری تہائی حصہ میں اللہ سبحانہ کے نزول کے وقت اللہ کے ساتھ خلوت اور اس وقت میں اس کی عبادت۔

۹-صالحین کی صحبت

۱۰-ہر ایسے مشغول رکھنے والے سبب سے دوری جو دل اور اللہ کے درمیان حائل ہو۔

۵-توکل

اجازت دیئے گئے اسباب کو اختیار کرنے کے ساتھ مطلب کو حاصل کرنے اور ناپسندیدہ چیز کے دور ہونے کے متعلق اللہ سبحانہ وتعالی پر اعتماد

کرنے کوتوکل کہا جاتا ہے۔

اللہ پر اعتماد عبادت کے عظیم ترین انواع میں سے ہے، اللہ تعالی نے اسے ایمان کی شرط قرار دیا ہے، فرمایا ہے:

وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ ۔ (المائدہ:۲۳)

اگر تم ایمان والے ہوتو اللہ پر بھروسہ رکھو۔

پس جو شخص اللہ تعالی پر بھروسہ کرے گا وہ اس کے لئے کافی ہوگا، اس کی حفاظت فرمائے گا، اسے روزی دے گا اور اس کی مدد فرمائے گا، اللہ تعالی نے فرمایا:

وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ۔ (الطلاق:۳)

اور جو اللہ پر اعتماد کرے وہ اس کے لئے کافی ہے۔

نیز ارشاد ہے:

اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيْمَانًا وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ۔ (آل عمران:۱۷۳)

یہ وہ لوگ ہیں جن سے لوگوں نے کہا تمہارے مقابلہ کے لئے لوگ جمع ہوئے ہیں تو ان سے ڈرو اس سے ان کا ایمان اور بڑھ گیا اور کہنے لگے اللہ ہمارے لئے کافی ہے اور اچھا کارساز ہے۔

جب بندے کا ایمان قوی ہوگا تو اپنے رب پر اس کا توکل قوی ہوگا

اور جب اس کا ایمان کمزور ہوگا تو اس کا توکل کمزور ہوگا اور جو غیر اللہ پر توکل کرے گا وہ رسوا اور ناکام ہوگا۔

غیر اللہ پر توکل کے اقسام:

غیر اللہ پر توکل کی دو قسمیں ہیں:

۱- ایسے امور میں توکل کرنا جن پر اللہ کے سوا کوئی اور قادر نہیں، جیسے روزی حفاظت، نصرت اور شفاعت جیسے اغراض کی امید میں اموات اور معبودان باطلہ پر توکل کرنا، یہ شرک اکبر ہے، اس لئے کہ یہ اور ان جیسے دیگر امور پر اللہ کے سوا کوئی اور قادر نہیں۔

۲- ظاہر، عادی اسباب میں توکل کرنا جیسے کسی مخلوق پر ایسی چیز کے متعلق توکل کرنا جو اللہ نے اس کے ہاتھ میں دے رکھی ہو مثلا روزی یا دفع اذیت وغیرہ، یہ شرک خفی کی قسم سے ہے اور شرک اصغر ہے۔

البتہ جس کام کی قدرت ہو اس میں کسی کو وکیل بنانا جائز ہے، لیکن وکیل بنانے کے باوجود اس پر توکل نہیں کرنا چاہئے، بلکہ اللہ پر توکل کرنا چاہئے، اور جس چیز میں اسے وکیل بنایا ہے اس میں آسانی پیدا کرنے کے لئے اپنے مولی پر اعتماد کرنا چاہئے۔

اسباب اختیار کرنا توکل کے منافی نہیں:

اسباب سے متعلق لوگوں کی تین قسمیں ہیں:

کچھ لوگ اس کا انکار کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ توکل کے منافی

ہے، یہ عظیم جہالت اور ضعف عقل ہے، کچھ لوگ انہیں عمل میں لاتے اور ان پر اعتماد کرتے ہیں یہ شرک ہے جو توحید کے منافی یا اس میں نقص پیدا کرنے والا ہے۔

کچھ لوگ اسباب کو اختیار کرتے اور اللہ تعالی پر توکل کرتے ہیں اور یہ جانتے ہیں کہ اسباب اللہ کی اجازت ہی سے فائدہ دے سکتے ہیں، اور یہی حق ہے جس پر انبیاء اور ان کے متبعین چلتے رہے ہیں۔

مشق

۱ -محبت دین کی اصل ہے، اس کے نہ پائے جانے سے عبادت صحیح نہیں ہوگی، اس کی دلیل بیان کرو۔

۲-طبعی محبت کے اقسام بیان کرو؟

۳ -محبت کی وہ کون سی قسم ہے جس میں مشرکین نے اللہ اور اپنے معبودوں کو برابر قرار دے دیا تھا

۴-بندے کی اپنے رب سے محبت کی کیا علامات ہیں؟

۵-اللہ کی محبت حاصل کرنے کے کیا اسباب ہیں؟

٦-توکل کے کیا معنی ہیں؟ اور غیر اللہ پر توکل کی کتنی قسمیں ہیں؟

۷-کیا اسباب کو عمل میں لانا توکل کے منافی ہے؟ اس کی وضاحت کرو

6

۶- استعاذہ

استعاذہ: یعنی پناہ لینا، لازم پکڑنا اور اس کی حقیقت یہ ہے کہ تم ایسی چیز سے جس سے ڈرتے ہو ایسی ذات کی طرف بھاگو جو تمہیں بچا لے۔

پس اللہ سے استعاذہ کرنے والا اذیت دینے والی یا ہلاک کرنے والی چیز سے اپنے رب اور مالک کی طرف بھاگنے والا ہے اور اس سے پناہ لینے والا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۔ (الناس:۱)

کہو میں پناہ لیتا ہوں لوگوں کے رب کی۔

نیز ارشاد ہے:

وَإِمَّا يَنزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ إِنَّهٗ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۔ (فصلت:۳۶)

اور اگر شیطان کی طرف سے تم کو کوئی کچوکا ہو تو تم اللہ سے پناہ طلب کرو بیشک وہ سننے والا جاننے والا ہے۔

انسان کے لئے جائز نہیں ہے کہ غیر اللہ سے ایسی چیز کے متعلق استعاذہ کرے جس پر اللہ کے سوا کوئی اور قادر نہیں جیسے کوئی اموات اور غائب لوگوں سے دفع ضرر کے لئے استعاذہ کرے۔

۷-استعانت

استعانت: یعنی مدد طلب کرنا اس کے کئی انواع ہیں:

۱-اللہ سے استعانت، یہ ایسی استعانت ہے جو بندے کی طرف سے اپنے رب کے لئے کمال عجز اور معاملہ کو اس کی طرف سونپ دینے کے معنی کو شامل ہے اور یہ صرف اللہ تعالی کے لئے ہو سکتی ہے اس کی دلیل اللہ تعالی کا یہ قول ہے:

إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۔ (الفاتحہ:۵)

ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد طلب کرتے ہیں۔

۲-مخلوق سے استعانت جس پر وہ قادر ہو، یہ استعانت مشروع ہے اگر خیر کے لئے ہو اور حرام ہے اگر شر کے لئے ہو، اللہ تعالی نے فرمایا:

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۔ (المائدہ:۲)

نیکی اور پرہیزگاری میں مدد کرو اور گناہ اور ظلم میں مدد نہ کرو۔

۳-اموات سے استعانت مطلقا یا زندوں سے کسی غائب چیز کے لئے جسے پانے پر قادر نہ ہوں تو یہ شرک ہے، اس لئے کہ یہ ایسے شخص ہی سے عمل میں آتا ہے جو اعتقاد رکھتا ہو کہ ان کو کائنات میں مخفی تصرف کا اختیار حاصل ہے۔

۴ - اللہ کو محبوب اعمال سے استعانت یہ مشروع ہے، جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا:

اَسۡتَعِیۡنُوۡا بِالصَّبۡرِ وَالصَّلَاۃِ ۔ (البقرۃ:۱۵۳)

مسلمانو! صبر اور نماز سے مدد لو۔

۸- ذبح

ذبح: یعنی کھائے جانے والے حیوان کی روح کو مخصوص طریق پر خون بہا کر نکالنا اور یہ کئی طریق پر ہوتا ہے:

۱- عبادت کے طریق پر ہو کہ جس کے لئے ذبح کیا جائے اس کی تعظیم ،اس کے لئے عاجزی و تابع داری اور تقرب مقصود ہو، یہ اللہ کے مشروع کئے گئے طریق پر اللہ ہی کے لئے ہو سکتا ہے، صحیح حدیث میں آیا ہے:

لعن الله من ذبح لغير الله ۔ (مسلم:۳/ ۱۵۶۷) اللہ نے اس کو لعنت فرمائی ہے جس نے غیر اللہ کے لئے ذبح کیا۔

اس کا غیر اللہ کے لئے عمل میں لانا شرک اکبر ہے، اس کی دلیل اللہ تعالی کا یہ قول ہے:

قُلۡ إِنَّ صَلَاتِیۡ وَنُسُکِیۡ وَمَحۡیَایَ وَمَمَاتِیۡ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ، لَاشَرِیۡکَ لَہٗ ۔ (الانعام:۱۶۲)

کہو میری نماز، اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔

۲- اس کے گوشت کے ذریعہ مہمان کی تکریم کی خاطر ہو یا شادی کے ولیمہ کے لئے یا اس کے مثل یہ مشروع ہے، صحیح حدیث میں آیا ہے: من كان يومن بالله واليوم الآخر فليكرم ضيفه۔ (بخاری: ۱۱۶/۴، مسلم: ۱/ ۶۸)

جو شخص اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھتا ہے اسے اپنے مہمان کی تکریم کرنی چاہئے۔

نیز آپ ﷺ نے فرمایا:

أولم ولو بشاة ۔ (بخاری: ۷/ ۱۰۲، مسلم: ۲/ ۱۰۴۲) ولیمہ کرد خواہ ایک بکری سے ہو۔

اور تکریم گوشت سے ہوتی ہے نہ کی ذبح سے۔

۳- کھانے یا تجارت وغیرہ امور سے فائدہ اٹھانے کے طریق پر ہو، یہ مباح ہے

۹- نذر

نذر: یعنی مکلّف کا اپنے اوپر ایسی چیز کو واجب کر لینا جو شرعاً اس پر واجب نہیں ہے اور جس کے لئے یہ نذر مانی جائے اس کی تعظیم کے لئے ہو۔ نذر عبادت ہے، غیر اللہ کے لئے نذر ماننا جائز نہیں، اللہ تعالی نے نذر پوری کرنے والوں کی تعریف کی ہے ارشاد فرمایا:

يُوفُونَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا ۔

(الانسان:۷)

وہ نذر پوری کرتے ہیں اوراس دن سے ڈرتے ہیں جس کی مصیبت پھیل جانے والی ہوگی۔

اس کی دو قسمیں ہیں:

۱- نذر اطاعت: جس کا پورا کرنا واجب ہے، جیسے یہ نذر ماننے کہ اگر اللہ اس کے مریض کو شفا دیدے تو ایک دن کا روزہ رکھے گا یا اتنی رکعت نماز پڑھے گا، وغیرہ۔

۲- نذر معصیت: جس کا پورا کرنا جائز نہیں، جیسے قبروں اور اولیاء کے لئے نذر ماننا یا کسی حرام کام کی نذر ماننا۔

۱۰- انابت

انابت: یعنی اللہ کی اطاعت کر کے اور اس کی معصیت سے بچ کر اللہ کی طرف رجوع کرنا، یہ توبہ کے معنی سے قریب ہے، یہ صرف اللہ تعالی کے لئے ہوتی ہے، اس کی دلیل اللہ تعالی کا قول ہے:

وَأَنِيبُوا إِلَىٰ رَبِّكُمْ وَأَسْلِمُوا لَهُ ۔ (الزمر:۵۴)

اور اپنے رب کی طرف رجوع کرو اور اس کی تابع داری کرو۔

پس مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے کہ انابت اور توبہ کے ذریعہ غیر اللہ کا تقرب کرے۔

۱۱۔ خشوع وخضوع

خشوع یعنی اللہ تعالی کی عظمت کے لئے اس حیثیت سے عاجزی وخاکساری اختیار کرنا کہ اللہ تعالی کے کونی اور شرعی فیصلے کا تابع دار رہے۔

کسی کے لئے حلال نہیں کہ خشوع کے ساتھ غیر اللہ کی عبادت کرے بلکہ واجب ہے کہ خشوع کی عبادت اللہ کے لئے خالص کرے، اللہ تعالی نے فرمایا:

فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَوَهَبْنَا لَهُ يَحْيٰ وَاَصْلَحْنَا لَهُ زَوْجَهُ، إِنَّهُمْ كَانُوْا يُسَارِعُوْنَ فِى الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا وَكَانُوْا لَنَا خَاشِعِيْنَ ۔ (الانبیاء:۹۰)

ہم نے اس کی دعا قبول کر لی اور اس کو یحی عطا کیا اور اس کے لئے اس کی بیوی کو درست کر دیا وہ نیکی کے کاموں میں جلدی کرتے تھے اور ہم کو رغبت اور ڈر سے پکارتے تھے اور ہمارے لئے عاجزی کرتے رہتے تھے۔

خشوع خضوع کے معنی سے قریب ہے مگر خضوع بدن کے ذریعہ ہوتا ہے اور خشوع دل، نظر، اور آواز میں ہوتا ہے۔

مشق

۱۔مخلوق سے استعاذہ کب جائز ہوتا ہے؟

۲-استعانت سے کیا مراد ہے؟اس کے انواع بیان کرو۔

۳-درج ذیل صورتوں میں ممنوع اور جائز ذبح بیان کرو۔

۱-یہ کہ انسان کوئی ذبیحہ مذبوح لہ کی تعظیم کے ارادہ سے ذبح کرے۔

۲-یہ کہ انسان کوئی ذبیحہ کھانے کا فائدہ اٹھانے کے ارادہ سے ذبح کرے۔

۳-یہ کہ انسان کوئی ذبیحہ مہمان کی تکریم کے ارادہ سے ذبح کرے۔

۴- یہ کہ انسان کوئی ذبیحہ ولیمہ اور شادی کے ارادہ سے ذبح کرے۔

۴-نذر اور انابت کی تعریف مع استدلال بیان کرو۔

۵۔خشوع اور خضوع کے درمیان کیا فرق ہے؟

رکن دوم : ملائکہ پر ایمان

۱ — ملائکہ سے مراد:

ملائکہ عالم غیب کی اللہ کی مخلوقات میں سے ایک مخلوق ہیں وہ عزت والے بندے ہیں نہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں، مختلف صورتیں اختیار کرنے پر انہیں قدرت ہے، اللہ نے انہیں نور سے پیدا کیا ہے، اور سب اللہ تعالی کے حکم کے تابع دار ہیں۔

ان پر ایمان لانے کی دلیل اللہ تعالی کا یہ قول ہے:

شَهِدَ اللّٰهُ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ وَأُولُوا الْعِلْمِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ ۔ (آل عمران:۱۸)

اللہ نے اس بات کی گواہی دی کہ اس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں اور فرشتوں اور علم والوں نے بھی گواہی دی، وہ انصاف کو قائم رکھنے والا ہے۔

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

خلق الله الملائكة من نور وخلق الجان من مارج من نار، وخلق آدم مما وصف لكم ۔ (مسلم:۴/۲۲۹۴)

اللہ نے فرشتوں کو نور سے پیدا کیا اور جن کو شعلہ والی آگ سے اور

آدم کو اس سے جس کا وصف تم سے بیان کیا گیا ہے (یعنی مٹی سے)

۲- ملائکہ پر ایمان

جن ملائکہ کا ہم نام نہیں جانتے ان پر اجمالا ایمان لانا واجب ہے، اور جن کا نام اور کام معلوم ہے ان پر تفصیلا ایمان لانا واجب ہے۔

ان پر ایمان چند معانی کو شامل ہے:

۱- ان کے وجود کی تصدیق کرنا

۲- یہ ثابت کرنا کہ انسان اور جن کی طرح وہ اللہ کے بندے اور اس کی مخلوق ہیں، وہ مامور اور مکلّف ہیں، جن چیزوں پر اللہ نے انہیں قادر بنایا ہے بس انہیں کی قدرت رکھتے ہیں۔

۳- ان کے اعمال اور ان کے صفات پر ایمان لانا

۴- ان کی محبت اور تکریم کرنا

۵- ان سے اس حیثیت سے انس رکھنا کہ بندہ یہ جانے کہ یہاں کوئی اور ہے جو ان کے ساتھ عبادت میں شریک ہے، اور اللہ تعالی ان کے ہاتھوں پر مدد نازل فرماتا ہے۔

۳- ملائکہ کے نام:

کتاب وسنت میں ملائکہ کے بعض نام مذکور ہیں جو ذیل مین درج ہیں:

ا- جبریل ب- میکائیل ج- اسرافیل

د- مالک ھ- منکر نکیر

۴- ملائکہ کے صفات:

کتاب وسنت میں ملائکہ کے صفات کا ذکر آیا ہے جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

۱-ان کے بازو ہیں: اللہ تعالی نے فرمایا:

جَاعِلُ الْمَلاَئِكَةِ رُسُلاً أُوْلِي أَجْنِحَةٍ مَثْنَى وَثُلاَثَ وَرُبَاعَ يَزِيدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَاءُ. (فاطر:۱)

فرشتوں کو پیغام پہونچانے کے لئے مقرر کیا جن کے دو دو، تین تین اور چار چار بازو ہیں، وہ پیدائش میں جو چاہتا ہے زیادہ کرتا ہے۔

۲-انہیں انسان کی صورت اختیار کرنے کی قدرت ہے، اللہ تعالی نے فرمایا:

فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا. (مریم:۱۷)

وہ فرشتہ تندرست آدمی کی شکل میں مریم کے سامنے آ گیا۔

۳-وہ اوپر چڑھنے سے متصف کئے گئے ہیں، اللہ تعالی نے فرمایا:

تَعْرُجُ الْمَلاَئِكَةُ وَالرُّوحُ إِلَيْهِ. (المعارج:۴)

فرشتے اور روح اس کی طرف چڑھتے ہیں۔

۴-وہ نیچے اترنے سے متصف کئے گئے ہیں، اللہ تعالی نے فرمایا:

تَنَزَّلُ الْمَلاَئِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ أَمْرٍ. (القدر:۴)

اس رات میں فرشتے اور جبریل اپنے رب کے حکم سے ہر کام کے لئے اترتے ہیں۔

نصوص شرعیہ سے ان کے علاوہ ملائکہ کی اور صفات کا علم ہوتا ہے، جیسے ان کا قوی ہونا، اور یہ کہ وہ بولتے، کام کرتے، سنتے اور دیکھتے ہیں، وہ ایسی چیزیں محبوب رکھتے ہیں جنہیں اللہ محبوب رکھتا ہے، اور ایسی چیزوں کو ناپسند کرتے ہیں جنہیں اللہ ناپسند کرتا ہے، اور وہ بعض مومنین سے شرم کرتے ہیں، وہ ذکر کی مجالس میں حاضر ہوتے ہیں، اور وہ ایسے مومنوں کے لئے دعا مغفرت ورحمت کرتے ہیں جو نبی ﷺ پر درود بھیجتے ہیں، وہ نماز میں پہلی صف والوں کے لئے دعاء مغفرت ورحمت کرتے ہیں اور اس شخص کے لئے بھی جو نماز فجر کے بعد طلوع آفتاب تک اپنی جائے نماز پر بیٹھا رہے، اور سحری کھانے والوں کے لئے بھی، اور ملائکہ کے صلوٰۃ یعنی درود کا معنی ان کا یہ کہنا ہے:

اللهم اغفر له اللهم ارحمه ۔ (احمد:۳/۴۰،۹۵)

اے اللہ اس کی مغفرت فرما اے اللہ اس پر رحم فرما۔

۵-ملائکہ کے اقسام اوران کے اعمال:

.ملائکہ کے کئی اقسام ہیں اور ہر قسم کا خاص عمل متعین ہے، جن میں سے چند یہ ہیں:

۱ — وحی کا فرشتہ

ب - پہاڑوں کا فرشتہ

ج — ماں کے پیٹ میں بچہ پر معین فرشتہ

د — صور پھونکنے والا فرشتہ

ھ — قبر کے دونوں فرشتے

و — بندوں کی حفاظت پر مامور فرشتے

ز — اعمال لکھنے پر مامور فرشتے

ح — جنت وجہنم پر مامور فرشتے

ط — بادل پر مامور فرشتے

ی — بندوں کی روحیں قبض کرنے پر مامور فرشتے

٦ - ملائکہ پر ایمان کے فوائد

ملائکہ پر ایمان کے عظیم فوائد ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:

۱ - اللہ تعالی کی عظمت، قوت اور سلطنت کا علم، اس لئے کہ مخلوق کی عظمت اس کے خالق کی عظمت کی دلیل ہے۔

۲ - بنی آدم پر اللہ تعالی کی عنایت کا شکر اس حیثیت سے کہ اس نے ان فرشتوں میں سے کچھ کو ان کی حفاظت اور ان کے اعمال کی تحریر وغیرہ مصالح پر مامور فرمایا۔

۳ - اللہ تعالی کی عبادت انجام دینے پر ملائکہ سے محبت

مشق

۱-ملائکہ سے کیا مراد ہے؟ اور ان پر ایمان لانے کا کیا حکم ہے؟

۲-کتاب وسنت میں بعض ملائکہ کے نام مذکور ہیں، ان میں سے تین کا ذکر کرو۔

۳-درج ذیل نصوص میں مذکور ملائکہ کی صفات بیان کرو۔

۱-اللہ تعالی نے فرمایا:

جَاعِلِ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا أُولِي أَجْنِحَةٍ مَثْنَى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ يَزِيدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَاءُ۔

۲-اللہ تعالی نے فرمایا: فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا۔

۳-اللہ تعالی نے فرمایا: تَعْرُجُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ إِلَيْهِ

۴- ملائکہ کے اقسام، اور ہر قسم کے اعمال بیان کرو۔

۵-ملائکہ پر ایمان کے کیا فوائد ہیں؟

رکن سوم : اللہ کی نازل کی ہوئی کتابوں پر ایمان

۱- کتابوں اور ان پر ایمان سے کیا مراد ہے؟

کتابوں پر ایمان اس قطعی یقین کو کہتے ہیں کہ اللہ تعالی کی کچھ کتابیں ہیں جنہیں اس نے اپنے انبیاء ورسل پر نازل فرمایا ہے، وہ حقیقۃ اللہ کا کلام ہیں، وہ نور وہدایت ہیں، ان میں جو کچھ ہے سب حق اور سچ ہے، جن امتوں کی طرف ان کو نازل کیا گیا ان پر ان کی اطاعت اور ان کی تعلیمات کے مطابق فیصلہ واجب تھا۔

کتابوں پر ایمان لانے کی دلیل اللہ تعالی کا یہ قول ہے:

وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتَابٍ ۔ (الشوریٰ:۱۵)

اور کہو میں تو اللہ نے جتنی کتابیں اتاری ہیں سب پر ایمان لایا۔

نیز ارشاد ہے:

قُوْلُوْا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَا اُنْزِلَ اِلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْمَاعِيْلَ وَاِسْحَاقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَا اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَا اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۔ (البقرۃ:۱۳۶)

مسلمانو کہو! ہم اللہ پر اور جو ہم پر اترا - قرآن - اور جو ابراہیم اور

اسماعیل اور اسحاق وموسی اور یعقوب اور ان کی اولاد پر اترا اور جو موسی اور عیسی اور دوسرے نبیوں کو اپنے رب سے ملا سب پر ایمان لائے ہم ان میں سے کسی ایک کو الگ نہیں کرتے، اور ہم اس کے تابع فرمان ہیں۔

۲- کتابوں کی تعداد اور ان کے نام:

جن کا نام ہم نہیں جانتے ان پر مجملا ایمان لانا واجب ہے، اور جن کا نام ہم جانتے ہیں ان پر ان کے نام کے ساتھ ایمان لاتے ہیں۔

اور اللہ تعالی کی کتابوں کی تعداد اللہ سبحانہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، قرآن میں بعض کتابوں کا نام مذکور ہے، اور وہ یہ ہیں:

ا — تورات جو موسی پر نازل کی گئی

ب — انجیل جو عیسی پر نازل کی گئی

ج — زبور جو داؤد پر نازل کی گئی

د — صحف ابراہیم وموسی

ھ — قرآن جو محمد ﷺ پر نازل کیا گیا

۳- سابقہ کتب کی تحریف:

قرآن سے پہلے کی کتابیں جو محمد ﷺ سے پہلے کے انبیاء پر نازل کی گئیں اب نہیں پائی جاتیں، بلکہ بدلے اور تحریف کئے گئے نسخے پائے جاتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے:

اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ يُّؤْمِنُوْا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ

يَسْمَعُوْنَ كَلاَمَ اللّٰهِ ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهُ مِنْ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ۔ (البقرۃ:۷۵)

مسلمانو کیا تم کو توقع ہے کہ یہود تمہاری بات مان لیں گے، اور ایک فرقہ ان میں ایسا گزرا ہے جو اللہ کا کلام سنتا تھا پھر سمجھ جانے کے بعد جان بوجھ کر بدل ڈالتا تھا۔

نیز ارشاد ہے:

مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِ ۔ (النساء: ۴۶)

یہود میں بعض ایسے ہیں جو باتوں کو ان کی جگہ سے بدل دیتے ہیں۔

یہود و نصاری نے اللہ کی کتابوں میں تبدیلی کر دی اور بعض کو چھپا لیا جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے:

يَا اَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتَابِ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ۔ (المائدۃ:۱۵)

اے اہل کتاب تمہارے پاس ہمارا رسول -محمد ﷺ- آیا ہے بہت سی باتیں کتاب -تورات، انجیل- کی جو تم چھپاتے تھے ان کو کھول کر بیان کرتا ہے اور بہت سی باتوں سے درگذر کرتا ہے۔

سابقہ کتب کی تحریف کے دلائل

قرآن سے پہلے کی کتابوں میں تحریف وتبدیلی ہوئی ہے اور ان کی

نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرنا صحیح نہیں ہے اس پر چند امور سے دلالت ہوتی ہے۔

ا — قرآن سے پہلے نازل کی گئی عام کتابوں کے اصلی نسخے ضائع ہو گئے ہیں اور لوگوں کے ہاتھ میں ان کے صرف محرف تراجم باقی رہ گئے ہیں۔

ب — ان کتابوں میں اللہ کا کلام انسانوں کے کلام یعنی تفسیر اور تاریخ وغیرہ کے ساتھ مخلوط ہو گیا ہے

ج — ان کتابوں کی کوئی قابل اعتماد تاریخی سند نہیں ہے، تورات کے اسفار موسیٰ علیہ السلام کے کئی صدیوں بعد لکھے گئے ہیں، اور انجیل عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کے طویل عرصہ کے بعد لکھی گئی۔

د — ان کتابوں کے نسخے متعدد ہیں، اور منقول اقوال وآراء وقصص میں اختلاف پایا جاتا ہے

ہ — یہ کتابیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسولوں کے حق میں فاسد عقائد پر مشتمل ہیں۔

سابقہ کتب سے متعلق مسلمانوں کا موقف

مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ جو کتابیں نزول قرآن سے پہلے کی ہیں ان کے اصول اللہ کی طرف سے ہیں لیکن ان میں تحریف کر دی گئی ہے، اور اس بنیاد پر استفادہ وانتفاع کی غرض سے تورات اور انجیل کا پڑھنا ناجائز

ہے، اور اسی لئے جب نبی ﷺ نے عمر بن خطاب کے ہاتھ میں تورات کا صحیفہ دیکھا تو ان پر غصہ ہو گئے اور فرمایا:

والذی نفسی بیدہ لو کان موسی حیا ما وسعه إلا أن یتبعنی ۔ (احمد:۳/۳۸۷)

اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر موسیٰ زندہ ہوتے تو میری اتباع کے سوا انہیں چارہ نہ ہوتا۔

اور بنی اسرائیل کی خبروں کی تین اقسام ہیں:

ا ۔ جس کا صدق ہم نے جان لیا ہے تو اس کی تصدیق کی جائے گی۔

ب ۔ جس کا کذب ہم نے جان لیا ہے تو اس کی تکذیب کی جائے گی۔

ج ۔ شریعت میں جس کی نہ تصدیق آئی ہے اور نہ تکذیب تو اس کی نہ تصدیق کی جائے گی اور نہ تکذیب۔

۴۔ قرآن پر ایمان:

قرآن پر ایمان واجب ہے جس کو اللہ سبحانہ نے اپنے نبی محمد ﷺ پر نازل فرمایا ہے اللہ نے حقیقۃً اسے کلام فرمایا ہے، اور وہ بہت سی خصوصیات سے متصف ہے، جن میں سے چند یہ ہیں:

اَ ۔ یہ تغیر وتبدل اور تحریف سے محفوظ ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَهُ لَحَافِظُوْنَ ۔ (الحجر:۹) بے شک قرآن ہم نے اتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

ب — یہ احکامِ الٰہی کے خلاصہ پر مشتمل ہے کتبِ سابقہ میں جو کچھ تھا اس کی تصدیق وتائید کرنے والا اور اس کا محافظ ہے۔

ج — یہ اپنے لفظ، اپنے نظمِ کلام اور اپنے احکام اور اپنے اخبار سے مخلوق کو عاجز کر دینے والا ہے، اس کے مثل کلام لانے کی کوئی طاقت نہیں رکھتا۔

۵- کتابوں پر ایمان کے فوائد:

کتابوں پر ایمان کے بہت سے فوائد ہیں، جن میں سے چند یہ ہیں:

ا — بندوں پر اللہ کی عنایت کا علم اس حیثیت سے کہ ہر قوم کے لئے کتاب اتار کر اس سے ان کی رہنمائی کرتا رہا۔

ب — اللہ کی شریعت میں اس کی حکمت کا علم اس حیثیت سے کہ ہر قوم کے لئے ایسے قوانین عطا فرمائے جو ان کے احوال کے مناسب تھے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنكُمْ شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا ۔ (المائدہ:۴۸)

ہم نے تم میں سے ہر ایک کے لئے ایک راہ اور شریعت بنائی ہے

ج — اس سے متعلق اللہ کی نعمت کا شکر

مشق

۱- کتب سے کیا مراد ہے؟ اور ان پر ایمان کا کیا حکم ہے؟

۲- نازل کی گئی کتابوں کی تعداد کیا ہے؟

۳- درج ذیل کتابیں کن پر نازل کی گئیں؟

تورات	زبور
قرآن	انجیل

۴- آسمانی کتابوں کی تحریف کے کیا دلائل ہیں؟

۵- کتب سابقہ کے متعلق مسلمان کا کیا موقف ہے؟

۶- قرآن کی بہت سی خصوصیات ہیں، ان میں سے چار کا ذکر کرو

۷- نازل کی گئی کتابوں پر ایمان کے کیا فوائد ہیں؟

رکن چہارم : رسولوں پر ایمان

۱- رسول کی تعریف:

مرد انسان جسے اللہ نے منتخب فرمایا اور اس کی طرف شریعت کی وحی فرمائی اور اسے کافر قوم کی طرف بھیجا تاکہ ان کے پاس اللہ کی رسالت کو پہونچائے اور نبی مرد انسان جسے اللہ نے منتخب فرمایا، اور اسے پہلے کی شریعت کے ساتھ بھیجا، اور اس کی طرف خاص وحی فرمائی، اور ا سے مومن قوم کی طرف بھیجا تاکہ انہیں دعوت دے اور کھول کر بیان کر دے بس وہ اس عالم کی طرح ہے جسے اللہ فہم عطا کر دے اور اسے تبلیغ و بیان کا حکم دے، مگر فرق یہ ہے کہ نبی کی طرف اس کی وحی آتی تھی۔

۲- رسولوں پر ایمان:

رسولوں پر ایمان یعنی قطعی یقین کہ اللہ نے ہر امت میں رسول بھیجے جو انہیں اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کرنے، اور غیر اللہ کی عبادت سے انکار کی دعوت دیتے، اور یہ کہ سب کے سب سچے، متقی اور امانت دار تھے، اور انہوں نے پیغام الٰہی کھلے طور پر پہونچا دیا، اور دنیا والوں پر حجت قائم کر دی، وہ پیدا کئے گئے انسان تھے، انہیں ربوبیت اور الوھیت کے کچھ بھی خصائص حاصل نہ تھے۔

رسولوں پر ایمان کی دلیل اللہ تعالی کا یہ قول ہے:

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَا اُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلَآئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۔ (البقرہ:۲۸۵)

رسول - محمد ﷺ - ایمان لائے اس کتاب پر جو ان کے رب کی طرف سے ان پر اتاری گئی اور مسلمان سب ایمان لائے اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر۔

نیز ارشاد ہے:

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَسُوْلًا أَنِ اعْبُدُوْا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوْا الطَّاغُوْتَ ۔ (النحل:۳۶)

اور ہم نے ہر امت میں رسول بھیجے ہیں یہ حکم دے کر کہ اللہ کی عبادت کرو اور باطل معبودوں سے بچو۔

۳- رسالت انتخاب ہے

رسالت انتخاب اور فضل ہے، اللہ تعالی اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے رسالت کا احسان فرماتا ہے، یہ ممکن نہیں ہے کہ اسے کسب، تجربہ اور مشق و ریاضت سے حاصل کیا جا سکے۔

اللہ تعالی نے فرمایا:

قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ إِنْ نَحْنُ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ

يَمُنُّ عَلٰى مَنْ يَّشَاءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۔ (ابراہیم:۱۱)

ان کے رسولوں نے ان سے کہا ہم کچھ اور نہیں تمہاری طرح آدمی ہیں، لیکن اللہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے احسان کرتا ہے (یعنی رسالت کے لئے منتخب کر لیتا ہے)

نیز ارشاد ہے:

وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارُ ۔ (ص:۴۷)

اور وہ ہمارے پاس چنے ہوئے نیک بندوں میں سے تھے۔

۴-ان کی تعداد اور ان کے نام

رسولوں اور نبیوں کی تعداد بہت زیادہ ہے، اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے بعض کے واقعات بتائے ہیں جیسا کہ ارشاد ہے:

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ ۔ (غافر:۷۸)

اور ہم تم سے پہلے بہت سے رسول بھیج چکے ہیں ان میں کچھ ایسے ہیں جن کا حال ہم نے تم کو سنایا ہے اور کچھ ایسے ہیں جن کا حال ہم نے تم کو نہیں سنایا ہے۔

جن رسولوں کے نام اور قوم کے ساتھ ان کے واقعات ہم نہیں جانتے ان پر اجمالا ایمان لانا واجب ہے، لیکن جن کا نام یا ان کی رسالت و دعوت کا واقعہ ہم جانتے ہیں تو ان سب پر تفصیلا ایمان لانا واجب ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کریم میں بعض انبیاء ورسل کے نام ذکر فرمائے ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:

۱-محمد ۲-ابراہیم ۳-موسیٰ ۴-عیسیٰ ۵-نوح

انہیں رسولوں میں اولوالعزم کا نام دیا گیا ہے، یہ رسولوں میں افضل تر ہیں اور افضیلت میں ان کی ترتیب ذکر کردہ ترتیب کے مطابق ہے۔

۵-رسولوں کی رسالت کا موضوع

رسولوں کی رسالت کے موضوع کا خلاصہ تین امور میں کیا جا سکتا ہے:

ا— توحید کی دعوت اور شرک سے روکنا

ب— اطاعت کرنے والوں کو بشارت دنیا اور نافرمانوں کو ڈرانا

ج— احکام کی تفصیل بیان کرنا

د— کفار اور منافقین سے جہاد کرنا

۶-رسولوں سے متعلق ہمارا فریضہ

ا— ان کی تصدیق کرنا، اور اس بات پر ایمان لانا کہ ان کی رسالت اللہ تعالیٰ کی طرف سے حق ہے، لہذا جس شخص نے ان میں سے کسی ایک کی رسالت کا انکار کیا یا اس کی تکذیب کی، یا اس کی تنقیص کی، اس نے کفر کیا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ الْمُرْسَلِينَ ۔ (الشعراء:۱۰۵)

نوح کی قوم نے رسولوں کو جھٹلایا۔

پس انہیں تمام رسولوں کی تکذیب کرنے والا ٹھہرایا حالانکہ تکذیب کے وقت نوح کے علاوہ کوئی اور رسول نہ تھا۔

ب — یہ کہ انہوں نے امانت ادا کردی اور کامل ترین طریق پر جس سے حجت قائم ہوسکے رسالت کو پہونچادیا۔

ج — یہ کہ علم اور عمل میں مخلوق میں کامل ترین لوگ ہیں، کذب، خیانت، چھپالینے اور پیغام پہونچانے میں کوتاہی کرنے سے پاک ہیں۔

د — یہ کہ وہ مرد تھے، انسانی طبیعت کے علاوہ اللہ نے دوسری مخصوص طبیعت انہیں نہیں عطا کی تھی، وہ تھکتے، بھوکے ہوتے، بیمار ہوتے اور مرتے تھے، وہ پیدا کرنے روزی دینے، علم غیب اور دیگر خصائص الٰہیہ میں سے کسی چیز کے مالک نہیں تھے۔

ہ — اللہ تعالی نے ایسے روشن معجزات اور کھلی ہوئی آیات کے ذریعہ ان کی تائید فرمائی تھی جو ان کے لائے ہوئے دین میں ان کی سچائی پر دلالت کرتی تھیں۔

و — انہوں نے توحید خالص کی دعوت دی، لوگوں سے احکام بیان کئے، اور ہر امت پر واجب تھا کہ اپنے رسول کی شریعت پر عمل کرتی۔

مشق

۱- رسول کی تعریف کرو، اور بتاؤ کہ رسولوں پر ایمان کا کیا حکم ہے؟
۲- رسالت اللہ کی طرف سے انتخاب ہے: اس عبارت کی شرح کرو
۳- رسولوں کی تعداد کیا ہے؟ اور اولوالعزم کون ہیں؟
۴- رسولوں -علیھم السلام- کی رسالت کا موضوع کیا ہے؟
۵- رسولوں- علیھم السلام - سے متعلق ہم پر کیا فرض ہے؟

۷-محمد ﷺ پر ایمان

اس بات پر ایمان اور شہادت واجب ہے کہ محمد ﷺ اللہ کی طرف سے رسول ہیں۔

اللہ تعالی نے فرمایا:

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۔ (البقرۃ:۱۱۹)

ہم نے تم کو سچائی کے ساتھ خوش خبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا۔

نیز ارشاد ہے:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۔ (الفتح:۲۹)

محمد اللہ کے رسول ہیں

اور آپ خاتم النبیین ہیں، اور آپ کی رسالت عام ہے۔

اس شہادت کا تقاضا

جس بات کا حکم دیا ہے اس میں آپ کی اطاعت، جو خبر دی ہے اس میں آپ کی تصدیق اور جس چیز سے روکا ہے اس سے پرہیز، اور اللہ کی عبادت انہیں چیزوں سے کی جائے جن کو مشروع فرمایا ہے

آپ ﷺ کے حقوق:

محمد ﷺ پر ایمان لانے کے ساتھ ضروری ہے کہ وہ آپ کے بہت

سے حقوق کی رعایت کرے جن میں سے اہم درج ذیل ہیں:

۱- آپ کی محبت کو جان، اہل وعیال اور تمام لوگوں پر مقدم کرنا اور ہر مخلوق پر آپ کو ترجیح دینا۔

۲- آپ کی اطاعت واتباع واقتداء کرنا

۳- آپ کی تعظیم وتوقیر اور ادب کرنا

۴- آپ کی سنت کی محبت، اس پر عمل، اس کی طرف دعوت اور اس سے فیصلہ لینے سے راضی ہونا

۵- آپ کی ازواج، آل بیت، آپ کی سنت اختیار کرنے والوں اور آپ کی سیرت پر چلنے والوں سے محبت

۶- نبی ﷺ کے ذکر کے وقت آپ پر درود بھیجنا

آپ ﷺ کی رسالت کا عموم

محمد ﷺ کی رسالت جن وانس کے لئے عام ہے اور تمام سابقہ شریعتوں کے لئے ناسخ ہے، اس لئے تمام یہود ونصاری وغیرہ پر اس کی اتباع واجب ہے، اور بعثت محمد ﷺ کے بعد کسی سے کچھ اور قبول نہ کیا جائے گا، اللہ تعالی نے فرمایا:

وَمَا اَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَةً لِلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۔ (سبا:۲۸)

ہم نے تم کو تمام انسانوں کے لئے خوش خبری دینے والا ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

نیز ارشاد ہے:

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللّٰهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا۔
(الاعراف:۱۵۸)

اے محمد ﷺ کہیے میں تم سب لوگوں کی طرف اللہ کا رسول ہوں

اور نبی ﷺ نے فرمایا:

كان النبي يبعث إلى قومه خاصة وبعثت إلى الناس عامة ۔ (بخاری:۸۶، مسلم:۱/۳۷۰،۳۷۱)

پہلے نبی خاص اپنی قوم کی طرف بھیجے جاتے تھے اور میں عام لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہوں

دوسری حدیث میں ہے:

لا يسمع بي رجل من هذه الأمة يهودي ولا نصراني ثم لا يؤمن بي إلا دخل النار ۔ (مسلم:۱/۱۳۴)

اس امت کا کوئی آدمی خواہ یہودی ہو یا نصرانی مجھے سن کر ایمان نہیں لائے گا تو جہنم میں داخل ہوگا۔

اس حدیث میں امت سے مقصود امت دعوت ہے نا کہ امت اجابت، امت دعوت آپ ﷺ کی بعثت سے لے کر قیامت تک کل انسان ہیں، اس لئے کہ دعوت محمدیہ تمام لوگوں کے لئے ہے۔

اور امت اجابت وہ لوگ ہیں جنہوں نے رسول ﷺ کی دعوت کو قبول

کیااورآپ کے دین کی اتباع کی،لہذا مسلمان میں دونوں معنی اکٹھا ہیں اور کفارامت اجابت کے بجائے صرف امت دعوت محمدیہ میں داخل ہیں۔

ختم نبوت:

محمدﷺ کی نبوت پر نبوت ختم کر دی گئی ہے لہذا آپ کے بعد ہر دعویٰ نبوت جھوٹ، گمراہی اور کفر ہے، اللہ تعالی نے فرمایا:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ۔ (الاحزاب:۴۰)

محمد (ﷺ) تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں لیکن وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں

نبیﷺ نے فرمایا:

فضلت على الانبياء بست ، اعطيت جوامع الكلم و نصرت بالرعب، واحلت لى الغنائم وجعلت لى الأرض مسجدا وطهورا وأرسلت إلى الخلق كافة ، وختم بى النبيون ۔ (مسلم:۱/۳۷۱)

دیگر انبیاء پر مجھے چند چیزوں سے فضیلت دی گئی ہے مجھے جوامع الکلم دیئے گئے ہیں، رعب سے میری مدد کی گئی ہے، مال غنیمت میرے لئے حلال کیا گیا ہے، روئے زمین میرے لئے مسجد اور پاک بنائی گئی ہے اور میں تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں اور مجھ پر نبیوں کا

سلسلہ ختم کر دیا گیا ہے۔

لہذا آپ کے بعد جو شخص نبوت کا دعوی کرے گا یا دعوی کرنے والے کی تصدیق کرے گا وہ کافر ہے

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت اور آپ کے بعض معجزات کا بیان:

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء اور رسل سے افضل ہیں جیسا کہ صحیح حدیث میں آیا ہے:

أنا سيد الناس يوم القيامة ۔ (بخاری:۵/۲۲۵، مسلم:۴/۱۷۸۲)

میں قیامت کے دن سب کا سردار ہوں گا۔

آپ کے معجزات

بہت زیادہ ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:

۱-قرآن کریم، اللہ تعالی نے فرمایا:

وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ۔ (البقرہ:۲۳)

اگر تم کو شک ہے اس کلام میں جس کو ہم نے اپنے بندے پر نازل کیا ہے تو اس کی مانند ایک ہی سورت بنالاؤ۔

۲- چاند کا پھٹنا جیسا کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے:

ان اهل مكة سألوا رسول الله صلى الله عليه وسلم أن يريهم آية

فـاراهم القمر شقين حتى رأوا حراء بينهما. (بخاری: ۳/ ۲۴۳، مسلم: ۴/ ۲۱۵۸، ۲۱۵۹)

اہل مکہ نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ ہمیں کوئی نشانی دکھلایئے تو آپ نے انہیں چاند کو دو ٹکڑوں میں دکھلایا یہاں تک کہ انہوں نے حرا پہاڑ کو دونوں کے بیچ میں دیکھا۔

اور اللہ تعالی نے فرمایا ہے:

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ۔ (القمر: ۱)

قیامت قریب آ گئی اور چاند پھٹ گیا۔

۳- اسراء و معراج

۴- پتھر کا آپ ﷺ کو سلام کرنا

۵- کھجور کے تنے کا آپ کی محبت میں رونا

۶- آپ کی انگلیوں کے بیچ سے پانی جاری ہونا

۸- رسولوں (علیہم السلام) پر ایمان کے فوائد

رسولوں پر ایمان کے بہت عظیم فوائد ہیں، جن میں سے چند یہ ہیں:

۱ — بندوں پر اللہ کی رحمت، احسان اور عنایت کا علم، اس حیثیت سے کہ اس نے ان کی طرف رسول بھیجے تا کہ وہ اللہ کے راستہ کی رہنمائی کریں اور ان کے سامنے بیان کریں کہ اپنے رب کی عبادت کس طرح کریں اس لئے کہ عقل انسانی اس کے جاننے میں خود مختار نہیں ہے۔

ب — اس نعمت کبریٰ پر اللہ تعالیٰ کا شکر

ج — رسولوں (علیہم الصلوۃ والسلام) سے محبت، ان کی تعظیم ان کے شایان شان ان کی تعریف اس لئے کہ وہ اللہ کے رسول ہیں، اور اس کی عبادت، اس کی رسالت کی تبلیغ اور اس کے بندوں کی خیر خواہی کے لئے وہ کھڑے ہوئے۔

مشق

۱-محمد اللہ کے رسول ہیں اس کی شہادت کا تقاضا کیا ہے؟

۲- مصطفیٰ ﷺ کے بعض حقوق ذکر کرو

۳-امت اجابت اور امت دعوت میں کیا فرق ہے؟

۴-محمد ﷺ کے پانچ معجزات ذکر کرو

۵-تمام رسولوں پر ایمان کے کیا فوائد ہیں؟

رکن پنجم : آخرت پر ایمان

۱- یوم آخر سے کیا مراد ہے؟

یوم آخر یوم قیامت ہے جس میں حساب اور جزاء کے لئے لوگ اٹھائے جائیں گے، اس کا یہ نام اس لئے رکھا گیا کہ اس کے بعد کوئی دن نہیں ہے جب اہل جنت اپنی منزلوں میں اور اہل جہنم اپنے مقام عذاب میں قیام کریں گے۔

۲- یوم آخر پر ایمان کے معنی:

یوم آخر پر ایمان موت کے بعد ہونے والی ہر اس چیز کی قطعی تصدیق ہے جس کی خبر اللہ تعالی نے اپنی کتاب اور اس کے رسول ﷺ نے اپنی سنت میں دی ہے جیسے قبر کی آزمائش اس کا عذاب اور اس کی نعمت، بعث وحشر، حوض، صحف، حساب، میزان، صراط، شفاعت جنت اور جہنم اور اللہ تعالی نے جنت وجہنم والوں کے لئے جو کچھ تیار کیا ہے، اور قیامت سے پہلے جو علامات صغری وکبری ظاہر ہوں گی۔

اللہ تعالی نے مومنین کے وصف میں فرمایا ہے:

وَبِالآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ ۔ (البقرۃ:۴)

اور آخرت کا وہ یقین رکھتے ہیں

نیز ارشاد فرمایا:

اَللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ لَيَجْمَعَنَّكُمْ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا ۔ (النساء:۸۷)

اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں وہ تم کو ضرور قیامت کے دن اکٹھا کرے گا اس میں کچھ شک نہیں اور اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی ہوسکتی ہے۔

۳۔منکرین بعث کا رد

کفار نے موت کے بعد اٹھائے جانے اور اس کے بعد جو امور پیش آئیں گے ان کا انکار کیا ہے، ان کا زعم ہے کہ یہ غیر ممکن ہے وہ اسے مستبعد سمجھتے ہیں کہ ہڈی اور مٹی میں بدل دیئے جانے کے بعد دوبارہ زندہ کیا جائے گا، اسی کی حکایت اللہ تعالی کے اس قول میں ہے:

أَئِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ذٰلِكَ رَجْعٌ بَعِيْدٌ ۔ (ق:۳)

کیا جب ہم مر جائیں گے اور مٹی ہو جائیں گے (تو پھر زندہ کئے جائیں گے) یہ دوبارہ لوٹنا عقل سے دور ہے۔

نیز ارشاد ہے:

وَقَالُوْا مَا هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ ۔ (الجاثیہ:۲۴)

اور کہتے ہیں ہماری تو یہی دنیا کی زندگی ہے یہاں ہم مرتے اور جیتے ہیں اور زمانہ کی گردش ہی ہمیں مار ڈالتی ہے۔

اس میں شک نہیں کہ ان کی حجت اور شبہ شریعت، حس اور عقل کی رو سے کمزور اور باطل ہے، شریعت سے باطل ہونے کی دلیل اللہ تعالی کا یہ قول ہے:

زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا أَنْ لَّنْ يُبْعَثُوْا قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ وَذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ. (التغابن:۷)

کافر گمان کرتے ہیں کہ مرنے کے بعد پھر ہرگز نہ اٹھائے جائیں گے کہو کیوں نہیں میرے رب کی قسم تم ضرور اٹھائے جاؤ گے پھر جو کچھ تم نے کیا اس کی تمہیں خبر کی جائے گی اور یہ اللہ پر آسان ہے۔

اور تمام آسمانی کتابوں کا بعث کے اثبات پر اتفاق ہے۔

حس سے اس کے بطلان کی دلیل یہ ہے کہ اللہ نے اپنے بعض بندوں کو اسی دنیا میں مردوں کو زندہ کرکے دکھلایا ہے، اس کی مثالوں میں سے قوم موسی کو مارنا پھر انہیں زندہ کرنا ہے، نیز وہ شخص بھی جس کا گذر ایک بستی سے ہوا اور اس نے اسے دوبارہ زندہ کئے جانے کو مستبعد قرار دیا تو اللہ تعالی نے اسے سو سال تک مردہ رکھا پھر اسے دوبارہ زندہ کر دیا، وغیرہ۔

دوبارہ زندہ کئے جانے کے امکان پر عقل کی دلالت دو طریق سے ہے:

— عدم سے مخلوق کو پیدا کرنے پر قدرت رکھنے والا دوبارہ اس کے اعادہ پر قادر ہے۔ اللہ تعالی نے فرمایا:

وَهُوَ الَّذِیْ یَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُہٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَیْهِ ۔
(الروم:۲۷)

اور وہی اللہ ہے جو شروع میں پیدا کرتا ہے پھر دوبارہ پیدا کرے گا، اور وہ اس کے اوپر بہت آسان ہے۔

ب — زمین بے جان مردہ ہوتی ہے کوئی سبزہ نہیں ہوتا، پھر جب بارش اترتی ہے تو نوع بہ نوع سبزوں سے زندگی اور حرکت میں آ جاتی ہے، اور اسے موت کے بعد زندگی عطا کرنے والا مردوں کو بھی زندہ کرنے پر قادر ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمِنْ اٰیَاتِهٖ اَنَّكَ تَرَی الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَا اَنْزَلْنَا عَلَیْهَا الْمَاءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ اِنَّ الَّذِیْ اَحْیَاهَا لَمُحْیِ الْمَوْتٰی اِنَّهٗ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۔ (فصلت:۳۹)

اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ تم زمین کو دبی سوکھی دیکھتے ہو جب ہم اس پر پانی برساتے ہیں تو لہلہانے لگتی ہے اور ابھر آتی ہے بے شک جس اللہ نے اسے زندہ کیا وہی مردوں کو زندہ کرنے والا ہے، بے شک وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

مشق

۱-یوم آخر سے کیا مراد ہے؟ اور اس پر ایمان لانے کا تقاضا کیا ہے؟

۲-منکرین بعث کی دلیل کیا ہے؟ اور ان کا رد تم کس طرح کرتے ہو؟

۳-منکرین بعث کے رد میں درج ذیل آیات کی دلالت واضح کرو

۱ — اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَهُوَ الَّذِیْ یَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُهُ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَیْهِ ۔

ب — اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَمِنْ اٰیَاتِهٖ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَإِذَا اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ إِنَّ الَّذِیْ اَحْیَاهَا لَمُحْیِ الْمَوْتٰی إِنَّهٗ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۔

۴-یوم آخر پر ایمان کن باتوں کو شامل ہے

یوم آخر پر ایمان بہت سے امور کو شامل ہے جن میں سے چند اہم یہ ہیں:

۱-علامات قیامت:

اس بات پر ایمان واجب ہے کہ بے شک قیامت آنے والی ہے لیکن اس کا وقت مقرر اللہ کے سوا کوئی اور نہیں جانتا، نہ کوئی مقرب فرشتہ اور نہ کوئی نبی اللہ تعالی نے فرمایا:

يَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسَاهَا ، قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ لَا يُجَلِّيهَا لِوَقْتِهَا إِلَّا هُوَ ۔ (الاعراف:۱۸۷)

لوگ تم سے قیامت کے متعلق سوال کرتے ہیں کہ کب قائم ہوگی کہو یہ صرف میرے رب کو معلوم ہے وہی اسے اس کے وقت پر ظاہر کرے گا۔

ہمارے رسول ﷺ نے ہمیں کچھ علامات بتلائی ہیں جو قیامت سے پہلے رونما ہوں گی، اور یہ دو قسم کی ہیں:

۱-علامات صغری　　　۲-علامات کبری

۱- قیامت کی علامات صغری:

قیامت کی چھوٹی علامات بہت زیادہ ہیں اور اکثر رونما ہو چکی ہیں جن میں سے چند یہ ہیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

ﷺ نے فرمایا:

لا تقوم الساعة حتى تقتتل فئتان عظيمتان يكون بينهما مقتلة عظيمة دعوتهما واحدة ، وحتى يبعث دجالون كذابون قريب من ثلاثين كل يزعم أنه رسول الله، وحتى يقبض العلم، وتكثر الزلازل، ويتقارب الزمان، وتظهر الفتن، ويكثر الهرج وهو القتل وحتى يكثر فيكم المال فيفيض، حتى يهم رب المال من يقبل صدقته وحتى يعرضه فيقول الذي عرضه عليه لا حاجة لي به ، وحتى يتطاول الناس في البنيان، وحتى يمر الرجل بقبر الرجل فيقول يا ليتني مكانه ...... " (بخاری:۸/۱۰۱)

قیامت قائم نہ ہوگی تا آں کہ دو عظیم گروہ باہم قتال کریں گے دونوں کے درمیان عظیم خوں ریزی ہوگی، دونوں کی دعوت ایک ہوگی اور تا آن کہ قریب تیس کذاب دجالوں کا ظہور ہوگا، ہر ایک گمان کرے گا کہ وہ رسول اللہ ہے اور تا آں کہ علم اٹھالیا جائے گا اور زلزلے بکثرت رونما ہوں گے اور زمانہ قریب ہو جائے گا اور فتنے رونما ہوں گے اور بکثرت قتل ہوگا، اور تم لوگوں کے پاس مال بکثرت ہوگا یہاں تک کہ مال کا مالک اسے لے کر جائے گا کہ کوئی اس کا صدقہ قبول کرلے اور اسے پیش کرے گا تو آدمی کہے گا مجھے اس کی حاجت نہیں اور تا آں کہ لوگ عمارات کی درازی پر فخر کریں گے

اور تا آں کہ آدمی دوسرے آدمی کی قبر کے پاس سے گذرے گا تو کہے گا کاش میں اس کی جگہ ہوتا۔

دوسری حدیث میں آیا ہے:

ان من اشراط الساعة أن يرفع العلم ويظهر الجهل، ويفشو الزنى ويشرب الخمر، ويكثر النساء ويقل الرجال حتى ليكون للخمسين امرأة قيم واحد۔ (بخاری:٦/١٥٨، مسلم:٤/٢٠٥٦)

قیامت کی علامات میں سے یہ ہے کہ علم اٹھالیا جائے گا جہل غالب آجائے گا زنا عام ہوگا، شراب پی جائے گی، عورتوں کی تعداد زیادہ ہوگی اور مرد کم ہوں گے تا آں کہ پچاس عورتوں کا ایک نگراں ہوگا۔

اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لا تقوم الساعة حتى يقاتل المسلمون اليهود فيقتلهم المسلمون، حتى يختبئ اليهودي من وراء الحجر والشجر، فيقول الحجر والشجر يا مسلم! يا عبد الله! هذا يهودي خلفي فتعال فاقتله إلا الغرقد فانه من شجر اليهود۔ (بخاری:٣/٢٣٢، مسلم:٤/٢٢٣٩)

قیامت قائم نہ ہوگی تا آں کہ مسلمان یہود سے قتال کریں گے اور انہیں قتل کریں گے یہاں تک کہ یہودی درخت اور پتھر کے پیچھے چھپے گا تو

پتھر یا درخت کہے گا اے مسلمان اے اللہ کے بندے یہ میرے پیچھے یہودی ہے آ اور اسے قتل کر سوائے غرقد کے درخت کے کہ وہ یہود کا درخت ہے۔

ب — قیامت کی علامات کبریٰ

ان علامات کا ذکر اس حدیث میں آیا ہے جسے حذیفہ بن اسید غفاری رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے، کہتے ہیں:

اطلع النبی ﷺ علینا ونحن نتذاکر فقال: ما تذاکرون؟ قالوا: نذاکر الساعة قال: إنها لن تقوم حتی تروا قبلها عشر اٰیات فذکر الدجال، والدابة وطلوع الشمس من مغربها ونزول عیسی بن مریم ﷺ، ویاجوج وماجوج وثلاثة خسوف، خسف بالمشرق وخسف بالمغرب، وخسف بجزیرة العرب و آخر ذلك نار تخرج من الیمن تطرد الناس إلی محشرہم۔ (مسلم:۴/۲۲۲۵، ۲۲۲۶)

نبی ﷺ نے ہماری طرف جھانکا جب کہ ہم مذاکرہ کر رہے تھے آپ نے فرمایا کس چیز کا ذکر کر رہے ہو سب نے کہا قیامت کا ذکر کر رہے ہیں آپ نے فرمایا وہ ہرگز قائم نہ ہوگی تا آں کہ اس سے پہلے تم دس نشانیاں دیکھ لو آپ نے ان چیزوں کا ذکر فرمایا: دھواں، چوپایہ، آفتاب کا مغرب

سے طلوع ہونا، عیسیٰ بن مریم ﷺ کا نزول، یاجوج وماجوج تین خسف (زمین دھسنا) ایک خسف مشرق میں ایک خسف مغرب میں اور ایک خسف جزیرہ عرب میں ان کے آخر میں یمن سے آگ نکلے گی جو لوگوں کو ان کے محشر کی طرف ہانک لے جائے گی۔

علامات کبریٰ پے درپے واقع ہوں گی ان میں کوئی فاصلہ نہ ہوگا، وہ یکے بعد دیگرے ظاہر ہونے میں مثل اس ہار کے ہوں گی جس کا دانوں کو پرونے والا دھاگا ٹوٹ جائے، جیسا کہ حدیث صحیح میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

الامارات خرزات منظومات فی سلك فان يقطع السلك يتبع بعضها بعضا۔ (مستدرک حاکم:۴/۵۴۶)

قیامت کی بڑی نشانیاں دھاگے میں پروئے دانوں کی طرح ہیں کہ جب دھاگا کاٹ دیا جائے تو سب یکے بعد دیگر گرنے لگتے ہیں۔

مشق

۱- قیامت کی بعض علامات صغری کا ذکر کرو
۲- قیامت کی بعض علامات کبری کا ذکر کرو
۳- علامات کبری پے درپے ہوں گی ان میں کوئی فاصلہ نہ ہوگا اس کی دلیل ذکر کرو

۲-قبر کی آزمائش

قبر کی آزمائش سے مراد انسان سے اس کے مرنے کے بعد خواہ دفن کیا گیا ہو یا نہ دفن کیا گیا ہو اس کے رب، اس کے دین اور اس کے نبی کے متعلق دونوں فرشتوں کا سوال کرنا ہے، پس جو لوگ ایمان لائے اللہ انہیں قول ثابت کے ساتھ ثابت قدمی عطا فرمائے گا تو مومن کہے گا میرے نبی محمد ﷺ ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو گمراہ کر دے گا، تو کافر کہے گا "هاه هاه لا أدري" افسوس افسوس میں نہیں جانتا، اور منافق اور شک کرنے والا کہے گا "لا أدري سمعت الناس يقولون شيئا فقلته" میں نہیں جانتا لوگوں کو سنا کہ وہ کچھ کہتے ہیں تو میں نے بھی کہہ دیا تھا جیسا کہ صحیح متواتر احادیث میں آیا ہے، جن میں سے ایک حدیث انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ان العبد إذا وضع فى قبره وتولى عنه اصحابه إنه ليسمع قرع نعالهم أتاه ملكان فيقعدانه فيقولان ما كنت تقول فى هذا الرجل — لمحمد ﷺ — فأما المؤمن فيقول أشهد أنه عبد الله ورسوله فيقال له: انظر إلى مقعدك من النار، ابدلك الله به مقعدا من الجنة، قال: فيراهما جميعا

– يعني المقعدين – واما المنافق والكافر فيقال له ما كنت تقول في هذا الرجل ؟ فيقول: لا ادري كنت اقول ما يقول الناس، فيقال: لا دريت ولا تليت ، ويضرب بمطارق من حديد ضربة فيصيح صيحة يسمعه من يليه غير الثقلين۔
(بخاری:۲/۱۰۲، مسلم:۴/۲۲۰۰، ۲۲۰۱)

بندہ جب قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور اسے چھوڑ کر اس کے ساتھی واپس جانے لگتے ہیں وہ ان کے جوتوں کی آواز سنتا ہے تو اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اسے بٹھاتے ہیں پھر کہتے ہیں تم اس آدمی –محمد ﷺ– کے متعلق کیا کہتے تھے، مومن کہے گا میں شہادت دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، تو اس سے کہا جائے گا جہنم میں اپنا مقام دیکھو اللہ نے اس کے بدلے جنت میں تمہیں جگہ دی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ دونوں جگہوں کو دیکھے گا، اور منافق و کافر سے کہا جائے گا تم اس آدمی کے متعلق کیا کہتے تھے وہ کہے گا میں نہیں جانتا لوگ جو کہتے تھے وہی میں کہتا تھا تو. کہا جائے گا تو نے نہ خود سمجھا اور نہ قرآن پڑھا پھر لوہے کے ہتھوڑے سے اس کو مارا جائے گا جس سے وہ زور کی چیخ مارے گا جسے انسان اور جن کے سوا اس کے قریب کی سب مخلوق سنے گی۔

۳–قبر کی نعمتیں اور اس کا عذاب:

جو بھی مرتا ہے اسے قبر کی نعمت یا اس کا عذاب ملتا ہے خواہ قبر میں دفن

کیا جائے یا نہ کیا جائے اگر کسی کو درندے کھا جائیں یا جلا دیا جائے یہاں تک کہ راکھ ہو جائے اور ہوا میں اڑا دیا جائے یا پھانسی دے دیا جائے یا سمندر میں ڈوب جائے پھر بھی اسے قبر کی نعمت یا اس کا عذاب پہونچے گا۔

قبر کا عذاب اور اس کی نعمت روح اور بدن دونوں کو پہونچتی ہے

قبر کا عذاب کافر، منافق اور نافرمانوں ظالموں کو ہوگا، اللہ تعالی نے فرمایا:

وَلَوْ تَرَى إِذِ الظَّالِمُوْنَ فِيْ غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَالْمَلَائِكَةُ بَاسِطُوْا أَيْدِيْهِمْ أَخْرِجُوْا أَنْفُسَكُمُ الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيَاتِهِ تَسْتَكْبِرُوْنَ۔ (الانعام:۹۳)

کاش تم اس وقت دیکھتے جب یہ ظالم موت کی سختیوں میں ہوں اور فرشتے اپنے ہاتھ پھیلائے ہوں کہ اپنی جانیں نکالو، آج تمہیں ذلت کے عذاب کا بدلہ دیا جائے گا اس لئے کہ تم اللہ پر ناحق بات کہتے تھے اور اس کی آیتوں سے تکبر کرتے تھے۔

نیز آل فرعون کے متعلق ارشاد فرمایا:

اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ أَدْخِلُوْا اٰلَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابَ۔ (غافر:۴۶)

صبح وشام جہنم کی آگ پر وہ پیش کئے جاتے ہیں اور جس دن قیامت

قائم ہوگی ۔فرشتوں کوحکم ہوگا ۔کہ ال فرعون کوسخت ترین عذاب میں داخل کرو۔

اورحدیث میں آیا ہے،رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

فلو لا ألا تدافنوا لدعوت الله أن يسمعكم من عذاب القبر الذی أسمع منه ثم اقبل بوجهه فقال: تعوذوا بالله من عذاب النار، قالوا: نعوذ بالله من عذاب القبر . (مسلم: ۴/۲۲۰۰)

اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ تم اپنے مردے دفن نہیں کروگےتو میں اللہ سے دعا کرتا کہ تمہیں وہ عذاب قبر سنادے جو میں سنتا ہوں پھر اپنے چہرہ سے متوجہ ہوئے اور فرمایا: جہنم کے عذاب سے اللہ کی پناہ چاہو صحابہ نے کہا ہم جہنم کے عذاب سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں، آپ نے فرمایا عذاب قبر سے اللہ کی پناہ چاہو انہوں نے کہا ہم عذاب قبر سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔

اور نبی ﷺ یہ دعا فرمایا کرتے تھے:

اللهم إنی أعوذبك من عذاب جهنم واعوذبك من عذاب القبر ، واعوذبك من فتنة المحيا والممات، وأعوذبك من فتنة المسيح الدجال . (مسلم:۱/۴۱۲)

اے اللہ میں تجھ سے جہنم کے عذاب سے پناہ چاہتا ہوں اور تجھ سے قبر کے عذاب سے پناہ چاہتا ہوں اور تجھ سے زندگی اور موت کے فتنہ سے

پناہ چاہتا ہوں اور تجھ سے مسیح دجال کے فتنہ سے پناہ چاہتا ہوں۔

مومن کے لئے عذاب قبر کے اسباب:

عذاب قبر کے وہ اسباب جن کا حدیث میں ذکر آیا ہے درج ذیل ہیں:

۱- چغلی کھانا

۲- پیشاب سے نہ بچنا

۳- لوگوں کا گوشت کھانا

۴- زنا

۵- سود کھانا

عذاب قبر سے نجات کے اسباب:

عذاب قبر سے نجات اس کے اسباب سے بچنے سے ہے، نیز اللہ کی اطاعت کی کوشش نفس کے محاسبہ کے دوام جہاد فی سبیل اللہ کے لئے مستعدی اور سورۂ ملک کی تلاوت وحفظ سے ہے، حدیث سے ثابت ہے کہ سورۂ ملک عذاب قبر سے مانع ہے۔ (حاکم: ۲/ ۴۹۸)

اور قبر کی نعمتیں سچے مومنوں کے لئے ہیں، جیسا کہ براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے مومن سے متعلق فرمایا کہ جب وہ قبر میں دونوں فرشتوں کو جواب دے چکے گا:

ينادي مناد من السماء أن صدق عبدي فأفرشوه من

الجنة ، والبسوه من الجنة وافتحوا له بابا إلى الجنة، فيأتيه من روحها وطيبها ويفسح له في قبره مد بصره ۔
(احمد:۴/ ۲۸۷،ابوداؤد:۴/ ۲۴۰)

آسمان سے ایک ندا کرنے والا ندا کرے گا کہ میرے بندے نے سچ کہا اس کے لئے جنت کا فرش بچھاؤ اور اسے جنت کا لباس پہناؤ اور اس کے لئے جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دو پس اس کے پاس جنت کی ہوا اور اس کی خوشبو آئے گی اور اس کے لئے تا حد نظر قبر مین کشادگی کر دی جائے گی۔

مشق

۱-قبر کی آزمائش سے کیا مراد ہے؟ اور اس کی کیا دلیل ہے؟

۲ - کیا قبر کی نعمت اور اس کا عذاب صرف روح کے لئے ہے یا روح اور بدن دونوں کے لئے ہے؟ اس کی دلیل ذکر کرو

۳-عذاب قبر کے اسباب کیا ہیں جن کا ذکر احادیث میں آیا ہے؟

۴-عذاب قبر سے نجات کے اسباب کیا ہیں؟

۵- سچے مومنین کے لئے قبر کی نعمتوں کی دلیل بیان کرو

۴- بعث وحشر

بعث: یعنی دوسری بار صور پھونکنے کے بعد قبروں سے مردوں کا نکلنا، وہ ایسے اگیں گے جیسے ترکاریاں اگتی ہیں، پھر روحیں بدن میں لوٹ جائیں گی جیسے دنیا میں تھیں، پھر وہ تیزی سے اپنی قبروں سے نکلیں گے، کافر کہیں گے:

يَا وَيْلَنَا مَنْ بَعَثَنَا مِنْ مَرْقَدِنَا . (یس:۵۲)

ہائے ہماری بربادی کس نے ہم کو ہماری خواب گاہ سے اٹھا دیا۔

اور مومن کہیں گے:

هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ . (یس:۵۲)

یہ ہے جس کا رحمٰن نے وعدہ کیا تھا اور رسولوں نے سچ کہا تھا۔

حشر: یعنی حساب، جزاء، فیصلہ اور قضاء کے لئے لوگوں کا موقف کی طرف لے جایا جانا جیسا کہ عائشہ رضی اللہ عنھا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

يحشر الناس يوم القيامة حفاة عراة غرلا، قلت يا رسول الله ينظر بعضهم إلى بعض ؟ قال ﷺ : يا عائشة الأمر اشد من أن ينظر بعضهم إلى بعض . (بخاری:۷/۱۹۵، مسلم:۴/۲۱۹۴)

لوگ قیامت کے دن ننگے پیر، ننگے بدن اور بے ختنہ اکٹھا کیے جائیں گے، میں نے کہا اے اللہ کے رسول لوگ ایک دوسرے کی طرف دیکھیں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ حالت اس سے کہیں زیادہ سخت ہوگی کہ لوگ ایک دوسرے کی طرف دیکھیں۔

صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ اس روز آفتاب بندوں سے قریب ہو جائے گا یہاں تک کہ میل دو میل کے فاصلہ پر ہوگا جس سے وہ سخت تپش میں ہوں گے اور اپنے اعمال کے حساب سے پسینوں میں ہوں گے، کسی کا پسینہ گھٹنوں تک ہوگا کسی کا کمر تک اور کسی کا منہ تک۔ (مسلم:۴/۲۱۹۶)

نفسی نفسی کے عالم میں اس دن لوگوں کی نگاہیں گڑ جائیں گی، کوئی کسی کے بارے میں سوال نہ کرے گا، بلکہ آدمی اپنے بھائی اور اپنی ماں اور اپنے باپ اور اپنی بیوی اور اپنے بیٹوں سے بھاگے گا۔

اس روز ہر دودھ پلانے والی اپنے دودھ پیتے بچے سے غافل ہو جائے گی اور حمل والیوں کا حمل ساقط ہو جائے گا۔ اور لوگ اس طرح مضطرب ہوں گے گویا کہ نشے میں ہیں حالانکہ وہ نشے میں نہ ہوں گے بلکہ اللہ کا عذاب بڑا سخت ہوگا۔

اس روز بچے بوڑھے ہو جائیں گے، زمین مٹھی میں لے لی جائے گی اور آسمان لپیٹ دیا جائے گا، جیسا کہ حدیث میں نبی ﷺ نے فرمایا:

يقبض الله الأرض يوم القيامة وتطوى السماء بيمينه

ثم يقول: أنا الملك أين ملوك الأرض وفى رواية مسلم "أين الجبارون اين المتكبرون" (بخاری:۷/۱۹۴، مسلم:۴/۲۱۴۸)

قیامت کے دن اللہ زمین کو مٹھی میں لے گا اور آسمان اس کے دائیں ہاتھ میں لپیٹا ہوگا پھر کہے گا میں بادشاہ ہوں، کہاں ہیں زمین کے بادشاہ اور مسلم کی روایت میں ہے: کہاں ہیں سرکش لوگ کہاں ہیں متکبر لوگ۔

اس روز پہاڑوں کو ریزہ ریزہ کر دیا جائے گا اور سمندروں کو پھاڑ دیا جائے گا اور سورج کو لپیٹ دیا جائے گا اور چاند بے نور کر دیا جائے گا اور ستارے جھڑ جائیں گے، صحیح حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من سره أن ينظر إلى يوم القيامة فليقرأ "إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ" و "إِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ" و "إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ" (ترمذی:۳/۱۲۶)

جو روز قیامت کو دیکھنا چاہے وہ "إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ" اور "إِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ" اور "إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ" پڑھے۔

برحق ہے کہ اللہ تعالی اس دن کو عظیم، بوجھل اور بڑے مشکل دن سے متصف فرمائے

محشر میں لوگوں کے احوال

محشر میں لوگ کئی قسم کے ہوں:

کفار ذلت ورسوائی اور حسرت کی کیفیت میں ہوں گے، ان کے اعمال ضائع ہوجائیں گے، وہ آپس میں جھگڑتے ہوں گے، ایک دوسرے سے برأت کا اظہار کرتا ہوگا، ان میں سے ایک کہے گا:

يَا لَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرَابًا ۔ (النباء:۴۰)

کاش میں مٹی ہوجاتا۔

اور نافرمان مومنین کو ان کے گناہوں کی مقدار سے بلاء ومشقت پہونچے گی، زکوٰۃ نہ دینے والے کو اس کے مال سے عذاب دیا جائے گا، اور متکبروں کو چھوٹی چیونٹی کی طرح اکٹھا کیا جائے گا، جنہیں لوگ اپنے قدموں سے روندیں گے۔

وہاں کچھ ایسے لوگ بھی ہوں گے جن سے اللہ بات نہیں کرے گا نہ انہیں پاک کرے گا نہ ان کی طرف دیکھے گا جیسے علم چھپانے والا، احسان جتانے والا، اور غرور سے کپڑا گھسیٹ کر چلنے والا اور جھوٹی قسم کے ساتھ خرید وفروخت کرنے والا، بوڑھا زناکار، جھوٹا بادشاہ، مغرور فقیر والدین کا نافرمان، مردوں سے مشابہت اختیار کرنے والی عورت اور دیوث

-گندے افعال کو اپنے اہل میں ثابت رکھنے والا- یہ سب بہت سی احادیث میں آیا ہے، اور عہد کو توڑنے والا قیامت کے دن رسوا کیا جائے گا، اور دو رخے کی قیامت کے دن آگ کی دو زبانیں ہوں گی۔(ابوداؤد:۴/۲۶۸) ان سے متعلق صحیح احادیث آئی ہیں۔

لیکن جو متقی ہوں گے ان کو فزع اکبر- بڑی گھبراہٹ -غم میں نہ ڈالے گی، فرشتے بشارت کے ساتھ ان کا استقبال کریں گے، اللہ تعالی اپنے عرش کے سایہ میں جگہ دے گا، اور جو لوگ اپنے مسلمان بھائیوں کی پریشانیاں دور کریں گے، ان کے لئے آسانی مہیا کریں گے اور ان کی مدد کریں گے، اللہ تعالی قیامت کے دن ان کی پریشانی دور کرے گا ان کے لئے آسانی پیدا کرے گا اور ان کی مدد فرمائے گا اور جو شخص دنیا میں اللہ سے ڈرے گا قیامت میں اللہ اسے امن دے گا۔

مشق

۱-بعثت سے کیا مراد ہے؟اس کی دلیل ذکر کرو

۲-حشر سے کیا مراد ہے؟

۳-محشر میں لوگوں کے کیا احوال ہوں گے؟

۵- جزا اور حساب

حساب اور جزاء سے یہ مراد ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا کیا جائے گا اور اس کے بھلے برے اعمال اس پر پیش کئے جائیں گے اس سے حساب لیا جائے گا اور اعمال کے مطابق اسے بدلہ دیا جائے گا۔

مومن اپنے دائیں ہاتھ میں اپنا نامۂ اعمال لے گا اور کافر کا ہاتھ موڑ دیا جائے گا اور وہ اپنے نامہ اعمال پیٹھ کے پیچھے سے اپنے بائیں ہاتھ میں لے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ اَمْثَالِهَا وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰى إِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۔ (الانعام:١٦٠)

جو شخص قیامت میں ایک نیکی لے کر آئے گا اس کو ویسی ہی دس نیکیوں کا ثواب ملے گا اور جو ایک برائی لائے گا تو اسے اسی کے مثل سزا ملے گی اور ان پر ظلم نہ ہوگا۔

نیز ارشاد ہے:

فَأَمَّا مَنْ أُوْتِيَ كِتَابَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيْرًا، وَيَنْقَلِبُ إِلٰى اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ، وَأَمَّا مَنْ أُوْتِيَ كِتَابَهٗ وَرَاءَ ظَهْرِهٖ، فَسَوْفَ يَدْعُوْ ثُبُوْرًا، وَيَصْلٰى سَعِيْرًا ۔ (الانشقاق:٧-١٢)

پھر جس کو اس کا نامہ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں ملے گا اس سے آسانی سے حساب لیا جائے گا اور وہ خوش خوش اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ جائے گا اور جس کو اس کا نامۂ اعمال اس کی پیٹھ کے پیچھے بائیں ہاتھ میں ملے گا وہ موت کو پکارے گا اور جہنم میں داخل ہوگا۔

ہر انسان سے سوال کیا جائے گا کہ دنیا میں اس نے کیا کیا تھا، اللہ تعالی نے فرمایا:

فَلَنَسْئَلَنَّ الَّذِيْنَ أُرْسِلَ إِلَيْهِمْ وَلَنَسْئَلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ، فَلَنَقُصَّنَّ عَلَيْهِمْ بِعِلْمٍ وَمَا كُنَّا غَائِبِيْنَ ۔ (الاعراف:٦، ٧)

جن کی طرف رسول بھیجے گئے ہم ان سے ضرور پوچھیں گے اور رسولوں سے بھی ضرور پوچھیں گے، پھر علم کے ساتھ ہم ان پر بیان کر دیں گے اور ہم غائب نہ تھے۔

صحیح حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

لا تزول قدما عبد يوم القيامة حتى يسأل : عن عمره فيما أفناه وعن علمه فيما فعل به وعن ماله من أين اكتسبه وفيما أنفقه وعن جسمه فيما ابلاه ۔ (ترمذی:۲/۲۹۰)

قیامت کے روز کسی بندہ کے قدم نہیں ہٹیں گے جب تک پوچھ نہ لیا جائے کہ عمر کس چیز میں گذاری، اور علم پر کیا عمل کیا اور مال کہاں سے کمایا اور کس راہ میں خرچ کیا اور جسم کو کس راہ میں پرانا کیا۔

اور انسان سے اس نعمت کے متعلق سوال کیا جائے گا جس سے وہ فائدہ اٹھا رہا ہے اور ان عہد و میثاق کے متعلق جو اس نے پختہ کیے ہیں، اور سمع، بصر اور دل کے متعلق بھی سوال کیا جائے گا۔

اور حقوق اللہ میں سب سے پہلے جس کا محاسبہ ہوگا وہ نماز ہے، اور آدمیوں کے حقوق میں سے سب سے پہلے خون کا محاسبہ ہوگا، جیسا کہ صحیح حدیث سے ثابت ہے۔ (مسلم: ۱۳۰۴/۳)

حساب میں انسان نے جو کچھ کیا ہے اس پر اعضاء گواہی دیں گے جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا:

اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَا اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ . (یسین:۶۵)

آج ہم ان کے منہ پر مہر لگا دیں گے اور جو کچھ وہ کرتے تھے ان کے ہاتھ ہم سے بتائیں گے اور ان کے پیر گواہی دیں گے۔

۶۔حوض

محشر کی سرزمین میں حوض ہوگا، اس کے ذکر میں متواتر احادیث آئی ہیں، جن میں سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إن قدر حوضي كما بين أيلة وصنعاء من اليمن ، وإن فيه من الأباريق كعدد نجوم السماء . (بخاری: ۲۰۷/۷، مسلم:

۱۸۰۰/۴)

میرے حوض کی وسعت ایلہ اور صنعاء یمن کے درمیان کی مسافت جیسی ہے، اور اس کے پیالے آسمان کے ستاروں جتنے ہیں۔

دوسری حدیث میں ہے:

أنا فرطكم على الحوض۔ (بخاری:۲۰۶/۷، مسلم:۲۲۸۹، کتاب الفضائل:۱۷۹۲/۴)

میں حوض پر تمہارا سب سے پہلے پہونچنے والا ہوں۔

حوض کے وصف سے متعلق وارد احادیث کا خلاصہ درج ذیل ہے:

وہ بہت عظیم حوض ہے، باعزت جائے سیرابی ہے، جنت کے پانی نہر کوثر سے اس کا پانی زیادہ کیا جاتا ہے، وہ دودھ سے زیادہ سفید ہے، برف سے زیادہ ٹھنڈا، شہد سے زیادہ شیریں اور مشک سے زیادہ خوشبودار ہے وہ انتہائی کشادہ ہے، اس کا ہر زاویہ ایک مہینہ کی مسافت کا ہے اور اس سے جو سیراب ہوگا کبھی پیاسا نہ ہوگا۔

۷- میزان

میزان: یعنی جس سے بندوں کے اچھے برے اعمال وزن کئے جائیں گے، مومن کا میزان بھاری ہوگا اس لئے وہ جنت میں داخل ہوگا اور کافر کا میزان ہلکا ہوگا اور وہ جہنم میں داخل ہوگا۔

اللہ تعالی نے فرمایا:

فَأَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهُ ، فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ، وَأَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهُ، فَأُمُّهُ هَاوِيَةٌ، وَمَا أَدْرَاكَ مَا هِيَهْ، نَارٌ حَامِيَةٌ ۔ (القارعہ:٦-١١)

پس جس کے نیک عمل کا وزن بھاری ہوگا اس کی زندگی آسائش کی ہوگی اور جس کے نیک عمل کا وزن ہلکا ہوگا اس کا ٹھکانہ ہاویہ ہوگا اور تجھے کیا معلوم ہاویہ کیا ہے، دہکتی آگ ہے۔

نیز ارشاد ہے:

وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَإِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا وَكَفٰى بِنَا حَاسِبِيْنَ ۔ (الانبیاء:۴۷)

قیامت کے دن ہم عدل کا ترازو رکھیں گے، پھر کسی پر کچھ بھی ظلم نہ ہوگا اور اگر رائی کے دانہ برابر عمل ہوگا تو ہم اسے بھی حاضر کریں گے اور ہم حساب لینے کے لئے کافی ہیں۔

میزان کے دو پلڑے ہوں گے جن سے اعمال، ان کے صحائف اور عامل کا وزن ہوگا، سنت میں کچھ اعمال کا ذکر آیا ہے جو میزان کو بھاری کریں گے جن میں سے حسن خلق بھی ہے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ما من شيء يوضع في الميزان اثقل من حسن الخلق،

وان صـاحـب حسـن الخلق ليبلغ به درجة صاحب الصوم والصلاة ۔ (ترمذی:۲/۱۹۴)

میزان میں اچھے اخلاق سے زیادہ وزن دار کوئی چیز نہ ہوگی اچھے اخلاق والا اس سے روزہ دار اور نمازی کے درجہ کو پہونچ جاتا ہے۔

دوسری حدیث میں ہے:

كـلـمتان خفيفتـان على اللسان، ثقيلتـان فى الميزان، حبيبتـان إلـى الرحمن، سبحـان الله وبحمده سبحان الله العظيم ۔ (بخاری:۸/۲۱۹)

دو بول زبان پر ہلکے ہیں لیکن میزان میں بڑے وزن دار ہوں گے دونوں رحمٰن کو محبوب ہیں وہ ہیں: سبحان اللہ وبحمدہ، سبحان اللہ العظیم (اللہ نقص سے پاک ہے اور اسی کے لئے تعریف ہے، نہایت عظمت والے اللہ کے لئے نقص سے پاکی ہے۔

۸-صراط

صراط: جہنم کے اوپر پھیلایا گیا ایک پل ہے جو تلوار سے زیادہ تیز ہے اور بال سے زیادہ باریک ہے، حدیث میں آیا ہے:

ويـضـرب الـصـراط بيـن ظهـرى جهنم، فـأكون أنـا وأمتـى أول مـن يـجـيـزهـا، ولا يتـكـلـم يومئذ إلا الرسل، ودعـوى الرسل يومئذ: اللهم سلم سلم ۔ (بخاری:۷/۲۰۵، مسلم:

۱/۱۶۴، ۱۶۵)

پل صراط جہنم کے اوپر قائم کیا جائے گا، میں اور میری امت سب سے پہلے اس سے گذریں گے، اس روز صرف رسول بات کریں گے اس روز رسولوں کی دعا یہ ہوگی: اے اللہ سلامتی عطا کر، سلامتی عطا کر۔

دوسری روایت میں ہے:

فیمر المؤمن کطرف العین، وکالبرق، وکالریح وکالطیر وکأجاوید الخیل والرکاب، فناج مسلم ومخدوش مرسل، ومکدوس فی نار جھنم۔ (مسلم: ۱/۱۶۹)

مومن اس پر گذریں گے پلک جھپکتے، اور بجلی، تیز آندھی، پرندے، تیز رفتار گھوڑے اور اونٹ کی طرح کوئی نجات پانے والا صحیح سالم ہوگا اور کوئی نجات پانے والا خراش زدہ اور کوئی جہنم کی آگ میں ڈھکیل دیا گیا ہوگا۔

اور مومن کو اس کے عمل کے مقدار سے نور عطا کیا جائے گا۔

اور صراط پر گذرنا یہی جہنم پر وارد ہونا ہے جو مومنین کے حق میں اللہ تعالی کے اس قول میں مذکور ہے:

وَاِنْ مِنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا. (مریم: ۷۱).

اور تم میں کوئی ایسا نہیں جو دوزخ سے نہ گذرے یہ تیرے رب پر لازم ہے اس نے فیصلہ کرلیا ہے۔

لیکن کفار کا جہنم پر وارد ہونا جہنم میں ان کا داخل ہونا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَنَسُوْقُ الْمُجْرِمِيْنَ إِلىٰ جَهَنَّمَ وِرْدًا ۔ (مریم:۸۶)

اور ہم گنہ گاروں کو جہنم کی طرف پیاسا ہانکیں گے۔

مشق

۱- جزاء اور حساب سے کیا مراد ہے؟

۲- حقوق اللہ اور حقوق العباد میں سے سب سے پہلے بندے کا حساب کس چیز میں ہوگا۔

۳- حوض سے کیا مراد ہے: اس کے بعض صفات بیان کرو۔

۴- میزان سے کیا مراد ہے؟ وہ کون سے اعمال ہیں جو قیامت کے دن میزان کو بھاری کردیں گے۔

۵- صراط کی تعریف کرو اور اس کی دلیل بیان کرو۔

۹- جنت اور جہنم

جنت اور جہنم حق ہیں ان میں کوئی شبہ نہیں ، یہ دونوں مخلوق کا ابدی ٹھکانا ہیں:

جنت نعمتوں کا گھر ہے جسے اللہ نے مومنوں کے لئے تیار کیا ہے،
اور جہنم عذاب کا گھر ہے جسے اللہ نے کافروں کے لئے تیار کیا ہے۔
مومنین کے حق میں اللہ تعالی نے فرمایا:

وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ اَنَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ ۔ (البقرہ:۲۵)

اور ان لوگوں کو بشارت دے دو جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے یہ کہ ان کے لئے جنت کے باغ ہیں جن کے تلے نہریں بہتی ہیں

اور کافروں کے حق میں اللہ تعالی نے فرمایا:

وَاتَّقُوْا النَّارَ الَّتِىْٓ اُعِدَّتْ لِلْكَافِرِيْنَ ۔ (ال عمران:۱۳۱)

اور اس آگ سے بچو جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے

اور صحیح حدیث میں آیا ہے:

اطلعت فی الجنة فرأیت اكثر أهلها الفقراء واطلعت فی النار فرأیت اكثر أهلها النساء ۔ (بخاری حدیث:۳۴۱،۵۱۹۸)

میں نے جنت میں جھانکا تو دیکھا کہ اکثر اہل جنت فقراء ہیں اور میں

نے جہنم میں جھانکا تو دیکھا کہ اکثر اہل جہنم عورتیں ہیں ۔
دونوں دائمی طور پر موجود ہیں، اللہ کے باقی رکھنے سے باقی ہیں، کبھی فنا نہیں ہوں گے اور جو ان دونوں میں رہیں گے وہ بھی کبھی فنا نہیں ہوں گے ۔
اہل جنت کے حق میں اللہ تعالی نے فرمایا:

خَالِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۔ (التوبہ:۱۰۰)

اس میں وہ ہمیشہ رہیں گے، یہ بہت بڑی کامیابی ہے
اور اہل جہنم کے متعلق اللہ تعالی نے فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ الْكَافِرِيْنَ وَاَعَدَّ لَهُمْ سَعِيْرًا، خَالِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۔ (الاحزاب:۶۴)

بے شک اللہ نے کافروں کو لعنت کی ہے اور ان کیلئے جہنم تیار کر رکھی ہے، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے، کوئی حمایتی اور مددگار نہ پائیں گے ۔
اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إذا صار اهل الجنة إلى الجنة واهل النار إلى النار، جئى بالموت حتى يجعل بين الجنة والنار، ثم يذبح، ثم ينادي مناد: يا اهل الجنة لا موت، ويا اهل النار، لا موت، فيزداد اهل الجنة فرحا إلى فرحهم، ويزداد اهل النار حزنا إلى حزنهم ۔ (بخاری:۷/۲۰۰، مسلم:۴/۲۱۸۹)

جب جنتی جنت کی طرف چلے جائیں گے اور اہل جہنم جہنم کی طرف تو

موت کولایا جائے گا اور جنت اور جہنم کے درمیان کر کے ذبح کر دیا جائے گا پھر ایک ندا کرنے والا ندا کرے گا، اے اہل جنت اب موت نہیں آئے گی اور اے اہل جہنم اب موت نہیں آئے گی اس سے اہل جنت کی مسرت میں اضافہ ہو جائے گا اور اہل جہنم کے غم وحزن میں اضافہ ہو جائے گا۔

اور جنت میں ایسی نعمتیں ہیں، جنہیں نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے اور نہ کسی کان نے سنا ہے، جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے:

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۔ (السجدہ:۱۷)

کوئی نہیں جانتا کہ مومن جو نیک کام کرتے تھے اس کے، بدلے میں کیا آنکھوں کی ٹھنڈک ان کے لئے چھپا کر رکھی گئی ہے۔

جنت کی صفت اور جو کچھ اس میں ہے سب کا ذکر آیات اور مشہور احادیث میں آیا ہے، ہم اللہ سے اس کے فضل کا سوال کرتے ہیں۔

جنت کی سب سے افضل نعمت اللہ تعالی کو دیکھنا ہے جیسا کہ اللہ سبحانہ نے فرمایا:

وَجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۔ (القیامۃ:۲۲،۲۳)

اس روز کچھ چہرے تر و تازہ ہوں گے اپنے رب کو دیکھ رہے ہوں گے۔

اور جہنم میں ایسی سزائیں اور عذاب ہیں جن کی حقیقت اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

اس میں عذاب کے انواع کا ذکر بہت سی آیات واحادیث میں آیا ہے، ہم اللہ سے سلامتی اور عافیت کا سوال کرتے ہیں۔

اللہ تعالی نے ہمیں اس سے ڈرایا ہے، ارشاد فرمایا:

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۔ (التحریم:٦)

مسلمانو اپنی جانوں کو اور اپنے اہل وعیال کو جہنم کی آگ سے بچاؤ جس کے ایندھن آدمی ہیں اور پتھر۔

یوم آخر پر ایمان کے فوائد

یوم آخر پر ایمان کے عظیم فوائد ہیں جن میں سے چند یہ ہیں

۱- اس دن کے ثواب کی امید میں اطاعت کے کاموں میں رغبت وحرص۔

۲- اس دن کے عذاب کے ڈر سے معصیت کے ارتکاب یا اس سے راضی رہنے سے ڈرنا۔

۳- آخرت کی نعمتوں اور اس کے ثواب کی امید سے دنیا کے خسارے پر مومن کی تسلی۔

مشق

۱- کیا جنت اور جہنم اس وقت دائمی طور پر موجود ہیں یا دونوں فنا ہو جائیں گے؟ استدلال کے ساتھ بیان کرو۔

۲- یوم آخر پر ایمان کے کیا فوائد ہیں؟

رکن ششم : تقدیر پر ایمان

۱-تقدیر اور اس پر ایمان سے مراد:

قدر اور تقدیر سے مراد ہے اللہ تعالیٰ کا اپنے علم اور حکمت کے حساب سے کائنات کا اندازہ مقرر کرنا۔

تقدیر پر ایمان کے معنی: قطعی اعتقاد رکھنا کہ اللہ تعالیٰ ما کان وما یکون یعنی جو ہو چکا اور جو آئندہ ہوگا سب کا علم رکھتا ہے اور اس کو لوح محفوظ میں لکھ رکھا ہے، وہ ہر چیز کا خالق، رب اور اس کا مالک ہے، اور اللہ تعالیٰ نے ہی مقدر کی بھلائی اور برائی شیریں و تلخ کا اندازہ مقرر فرمایا ہے، وہی ہے جس نے ضلالت اور ہدایت، سعادت اور شقاوت کو پیدا فرمایا ہے، اجل اور روزیاں سب اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہیں، اللہ عزوجل نے فرمایا:

إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ ۔ (القمر:۴۹)

ہم نے ہر چیز کو ایک اندازہ کے ساتھ پیدا کیا ہے

مشہور حدیث جبریل میں ارکان ایمان کے متعلق آیا ہے:

أن تؤمن بالله وملائكته وكتبه ورسله واليوم الآخر وتؤمن بالقدر خيره وشره ۔ (مسلم: ۱/۳۶،۳۷)

یہ کہ تم ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور

اس کے رسولوں پر اور یوم آخرت پر اور تم ایمان لاؤ تقدیر کے خیر وشر پر

۲-تقدیر کے مراتب

تقدیر کے چار مراتب پر ایمان لانا واجب ہے

۱-علم: ہم ایمان لائیں کہ اللہ کا علم اجمالی، تفصیلی، ازلی ابدی طور پر ہر چیز کو کامحیط ہے

اللہ تعالی نے فرمایا:

لِتَعْلَمُوْا أَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا۔ (الطلاق:۱۲)

تا کہ تم جان لو کہ بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور اللہ تعالی کا علم ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔

۲-کتابت: ہم ایمان لائیں کہ اللہ نے لوح محفوظ میں ہر چیز کی مقدار کچھ چھوڑے بغیر لکھ لی ہے، جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا:

مَا فَرَّطْنَا فِی الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ۔ (الانعام:۳۸)

ہم نے کتاب (لوح محفوظ) میں کوئی چیز نہیں چھوڑی ہے۔

نیز فرمایا:

وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ وَلَا اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَا اَكْبَرَ اِلَّا فِیْ كِتَابٍ مُّبِيْنٍ۔ (یونس:۶۱)

تیرے رب سے ذرہ برابر کوئی چیز چھپی نہیں ہے زمین میں نہ آسمان میں اور نہ کوئی چیز اس سے چھوٹی اور نہ کوئی چیز بڑی مگر وہ کھلی کتاب (لوح محفوظ) میں ہے۔

۳ ۔مشیت : پوری کائنات میں نافذ اللہ کی مشیت پر ہم ایمان لائیں، جس چیز کے ہونے کو وہ چاہے تو لامحالہ وہ ہونے والی ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا:

وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ ۔ (القصص:٦٨)

اور تیرا رب جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے چن لیتا ہے۔

نیز فرمایا:

وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۔ (هود:١١٨)

اور اگر تیرا رب چاہتا تو سب لوگوں کو ایک ہی راہ پر لگا دیتا

۴ ۔خلق : ہم ایمان لائیں کہ اللہ ہر چیز کا خالق ہے اور پوری کائنات اپنی ذات صفات اور حرکات کے ساتھ اللہ تعالی کی مخلوق ہے۔اللہ تعالی نے فرمایا:

اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَكِيْلٌ ۔(الزمر:٦٢)

اللہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اور وہ ہر چیز کا کارساز ہے

۳ ۔بندے کی مشیت اور اس کا اختیار:

بندے کو مشیت اور اختیار حاصل ہے ، اس پر شرع اور واقع کی دلالت پائی جاتی ہے شرع کی دلیل اللہ تعالی کا یہ قول ہے:

لِمَنْ شَاءَ مِنْكُمْ أَنْ يَسْتَقِيمَ ۔ (التکویر:۲۸)

قرآن اس کے لئے نصیحت ہے، تم میں سے جو سیدھی راہ پر چلنا چاہے۔

واقع کی دلالت اس طرح ہے کہ ہر انسان جانتا ہے کہ اسے مشیت اور قدرت حاصل ہے، انہیں دونوں کے ذریعہ وہ کسی کام کو کرتا اور کسی کو چھوڑ دیتا ہے، اور بندے کے ارادہ سے جو کچھ عمل میں آتا ہے جیسے چلنا اور کھانا اور اس کے ارادے کے بغیر جو کچھ عمل میں آتا ہے جیسے بخار سے ارتعاش اور دل کی دھڑکنیں، ان کے درمیان فرق کیا جاتا ہے، البتہ بندے کی مشیت اور قدرت اللہ تعالی کی مشیت اور قدرت سے وقوع پذیر ہوتی ہے، بندہ وہی چاہتا ہے جو اللہ تعالی چاہ لے، جیسا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا:

وَمَا تَشَاؤُنَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ۔ (التکویر:۲۹)

اور تم کچھ چاہ نہیں سکتے جب تک اللہ نہ چاہے جو سارے جہان کا پروردگار ہے۔

۴ - تقدیر کے ذریعہ معصیت پر حجت پکڑنے والوں کا رد

واجبات کے ترک اور محرمات کے انجام دینے پر تقدیر سے حجت پکڑنا صحیح نہیں ہے، تقدیر سے اپنے عیوب اور معاصی پر حجت پکڑنے والوں کا رد درج ذیل باتوں سے کیا جائے گا:

۱- اس حجت پکڑنے والے پر اگر کوئی زیادتی کرے مثلا اسے مارے

یا اس کا مال لے لے یا اس کے علاوہ کچھ اور کرے پھر وہ تقدیر سے حجت پکڑے تو یہ اس کی حجت کو قبول نہ کرے گا اور نہ اسے معذور مانے گا، تو غیر کی اس پر زیادتی کے متعلق تقدیر کی حجت کو کس طرح یہ نہیں مانے گا جب کہ اللہ تعالی کے حق میں تقصیر کے متعلق تقدیر کو اپنے لئے حجت بناتا ہے۔

۲ - اگر تقدیر سے حجت پکڑنا صحیح ہوتا تو رسولوں کے بھیجنے سے حجت قائم نہ ہوتی اور اس سے تمام شریعتوں کا معطل کرنا لازم آتا، اور ابلیس اور فرعون اور تمام کفار معذور ٹھہرتے، اس لئے کہ ان کی مخالفت اور معصیت اللہ کی تقدیر سے وقوع پذیر ہوئی ہے۔

۳ - معصیت پر تقدیر سے حجت پکڑنے والے کو ہم دیکھتے ہیں کہ وہ اپنے خاص امور کے حصول میں نہ تقدیر سے حجت پکڑتا ہے اور نہ اس پر بھروسہ کرتا ہے بلکہ امور دنیا میں سے اپنے موافق چیزوں پر ان کے پا لینے تک ہم اسے حریص پاتے ہیں، اور ناموافق چیزوں کی طرف توجہ بھی نہیں کرتا، پھر وہ تقدیر سے حجت پکڑتا ہے، ہم نہیں دیکھتے کہ تقدیر سے حجت پکڑتے ہوئے وہ اسباب اختیار کرنے سے بیٹھ رہے، پھر دین کے امور میں سے جو چیزیں اس کے لئے نافع ہیں ان سے ایسی چیزوں کی طرف کیوں پھر جاتا ہے جو اس کے لئے مضر ہیں پھر تقدیر سے حجت پکڑتا ہے؟ جب کہ امور دنیا میں نافع چیزوں کا حریص ہوتا ہے کیا دونوں باتوں کی حالت یکساں نہیں ہے؟

۴ - اللہ تعالیٰ نے عمل کا حکم دیا ہے اور تقدیر پر بھروسہ کرنے سے منع فرمایا ہے اور بندے کو ایسی چیز کا مکلّف نہیں کیا جس کی وہ طاقت نہ رکھتا ہو، بلکہ اللہ نے اسے پیدا کیا ہے اور وہ ایمان پر قدرت رکھتا ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

اعملوا فکل میسر لما خلق له ۔ (بخاری:۲/۹۹، مسلم:۴/۲۰۳۹)

کام کرتے رہو ہر ایک کے لئے وہ کام آسان کیا گیا ہے جس کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے۔

۵-اسباب اختیار کرنا

یہ بات جاننا ضروری ہے کہ اسباب اختیار کرنا تقدیر پر ایمان اور اللہ پر توکل کے منافی نہیں ہے، بلکہ یہ تقدیر پر ایمان ہی سے متعلق ہے، اگر کوئی تقدیر پر اعتماد کرتے ہوئے اسباب اختیار کرنا ترک کردے تو اسباب میں کوتاہی کرنے کے حساب سے اس کے ایمان میں خلل ہوگا۔

۶ - تقدیر میں بیجا غور وخوض سے ممانعت

تقدیر کے مسائل میں بحث وتعمق اور انسانی علم سے دور اس کے پوشیدہ اسرار کے متعلق سوال سے اسلام نے منع کیا ہے، اس لئے کہ اس میں پڑنے سے کوئی نتیجہ حاصل نہیں ہوسکتا بلکہ اس سے انسان، حیرت، شک اور گمراہی میں پڑ جاتا ہے، اور اس سے عناد اور الحاد کا دروازہ کھل

جا تا ہے۔

حدیث میں ثابت ہے کہ نبی ﷺ ایک روز نکلے دیکھا لوگ تقدیر کے متعلق گفتگو کر رہے ہیں، تو غصہ کے سبب گویا آپ کے رخ پر انار کے دانے پھوڑ دیئے گئے ہوں آپ نے فرمایا:

ما لكم تضربون كتاب الله بعضه ببعض؟ بهذا هلك من كان قبلكم ۔ (احمد: ۲/ ۱۷۸)

تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ کتاب اللہ کے بعض حصہ کو بعض سے ٹکراتے ہو تم سے پہلے کے لوگ اسی سے ہلاک ہو گئے۔

۷- تقدیر پر ایمان کے فوائد

تقدیر پر ایمان کے عظیم فوائد ہیں، جن میں سے چند یہ ہیں:

۱- عزم و یقین کے ساتھ عمل، جد و جہد، دوڑ دھوپ اور اقدام پر ابھارنا بندے کے اس ایمان کی وجہ سے کہ جو کچھ حاصل ہو گا وہ ضائع ہونے والا نہیں اور جو ضائع ہو گا وہ حاصل ہونے والا نہیں۔

۲- اللہ پر اعتماد اور اسباب کام میں لاتے ہوئے اللہ سے استعانت اس حیثیت سے کہ مجرد سبب پر اعتماد نہ کرے، اس لئے کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے مطابق ہے۔

۳- کینہ، حسد، کبر و غرور کا خاتمہ، اس لئے کہ بندہ جانتا ہے کہ ہر چیز اللہ کی طرف سے ہے، وہی دینے والا، اور روک لینے والا، عزت دینے والا

اور ذلیل کرنے والا ہے۔

۴ - اللہ تعالی کی تقدیر سے پیش آنے والے امور کے مقابلہ میں عفوو درگذر، صبر اور نفسیاتی راحت وسکون میں اضافہ ہونالہذا کسی محبوب شی ء کے فوت ہونے پر یا ناپسندیدہ چیز کے حاصل ہونے پر بندہ قلق میں مبتلا نہیں ہوتا اس لئے کہ یہ بھی اللہ تعالی کی تقدیر سے ہے جس نے صبر کرنے والوں سے اجر عظیم کا وعدہ فرمایا ہے جیسا کہ حدیث میں نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

عجبا لأمر المؤمن إن امره كله له خير وليس ذلك لاحد إلا للمؤمن، إن اصابته سراء شكر فكان خيرا له، وإن اصابته ضراء صبر فكان خيرا له۔ (مسلم:۴/۲۲۹۵)

مومن کا معاملہ عجیب ہے، اس کا ہر معاملہ اس کے لئے اچھا ہے اور یہ مومن کے سوا کسی اور کے لئے نہیں ہے، اگر اسے آرام پہونچتا ہے تو شکر ادا کرتا ہے اور یہ اس کے لئے اچھا ہے اور اگر اسے تکلیف پہونچتی ہے تو صبر کرتا ہے اور یہ اس کے لئے بہتر ہوتا ہے۔

مشق

۱-تقدیر سے کیا مراد ہے؟ اور اس پر ایمان لانے کا کیا حکم ہے؟

۲-تقدیر کے کیا مراتب ہیں؟

۳-کیا بندے کو مشیت واختیار حاصل ہے اس کی دلیل ذکر کرو

۴-گناہوں پر تقدیر سے دلیل پکڑنے والوں کا رد کس طرح کرو گے؟

۵-کیا اسباب اختیار کرنا تقدیر پر ایمان اور اللہ پر توکل کے خلاف ہے؟

۶-تقدیر میں بے جا غور وخوض کا کیا حکم ہے؟ اپنا قول استدلال کے ساتھ بیان کرو

۷-تقدیر پر ایمان کے کیا فوائد ہیں؟

فہرست

☆☆☆

